جلد ۲۰ شمارہ ۳

تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (آل عمران)

خلافت لائبریری ربوہ

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ

انصار اللہ

ربوہ

امان ۱۳۵۸ ہش

مارچ ۱۹۷۹ء

ایڈیٹر

سید عبدالحی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ
آل عمران

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

○ اماں — ۱۳۵۸ ہش
○ ربیع الثانی — ۱۳۹۹ ھ
○ مارچ — ۱۹۷۹ء

ایڈیٹر
سید عبدالحی

قیمت سالانہ .... دس روپے
فی پرچہ .... ایک روپیہ

فہرست مضامین

پبلشر .... چوہدری محمد ابراہیم
مطبع ..... ضیاء الاسلام پریس ربوہ
مقام اشاعت ..... دفتر ماہنامہ انصار اللہ
دار الصدر جنوبی ربوہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

جلد ۲۰ | ماھنامہ اَنْصَارُ اللّٰہ ربوہ | شمارہ ۳

امان ۱۳۵۸ ہش

چودھویں صدی ہجری کا اختتام

ہر مسلمان کے لئے عظیم لمحۂ فکریہ

اسلامی کیلنڈر کے مطابق چودھویں صدی کے آخری سال کے چوتھے ماہ کا نصف بھی گزر چکا ہے یعنی آج ۱۵ ربیع الثانی ۱۳۹۹ھ ہے اور چودھویں صدی ختم ہونے میں صرف ساڑھے آٹھ ماہ کا عرصہ رہ گیا ہے۔ پندرھویں صدی کا آغاز ہونے والا ہے۔ یہ ایک خوشی کا موقعہ ہے کہ حضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دینِ اسلام پر چودہ سو سال گزر گئے۔ لیکن چودھویں صدی کا اختتام ہر مسلمان کے لئے عظیم لمحہ فکریہ بھی ہے۔ وہ یہ ہے کہ

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ہی امتِ محمدیہ کو یہ بشارت دی تھی کہ آخری زمانہ میں قیامت سے پہلے احیائے دین اور اقامتِ شریعت کے لئے امام مہدی ظاہر ہوں گے۔ جب وہ مبعوث ہوں تو انہیں میرا سلام کہنا۔

امام مہدی کے ظہور کی خبر کا ذکر احادیث میں اس کثرت کے ساتھ آیا ہے کہ علمائے امت نے اسے تواتر کا درجہ دیا ہے۔ صحاح ستہ اور احادیث کے دیگر مجموعے۔ تفاسیر۔ کلام۔ تصوف اور عقائد پر مشتمل تیرہ سو

سال کے اسلامی لٹریچر میں جگہ جگہ حضرت امام مہدی کے ظہور۔ آپ کے زمانہ کی علامات۔ آپ کے بلند روحانی مقام اور آپ کے زمانہ میں اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا ذکر موجود ہے۔ پھر علمائے امت نے مختلف ادوار میں خاص حضرت امام مہدی کے متعلق علیحدہ بھی کتب تصنیف فرمائی ہیں۔ جن میں ابن مقدسی۔ علامہ جلال الدین السیوطی۔ ابن حجر المکی۔ امام علی قاری۔ شیخ علی متقی۔ قاضی شوکانی۔ محمد بن ابی بکر الشنحر۔ نواب صدیق حسن خان خاص طور پر مشہور رہیں۔ [1]

امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کا زمانہ ۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کے لئے معین وقت کی تعیین تو نہیں فرمائی لیکن حضور نے ان کے ظہور کی جو مختلف علامات بیان فرمائی ہیں وہ پوری ہو چکی ہیں۔ چودھویں صدی کے آغاز سے قبل نواب صدیق حسن خان والئی بھوپال نے ایک کتاب حجج الکرامہ تصنیف فرمائی۔ اس میں ان تمام علامات اور نشانات کا تفصیلی جائزہ لے کر وہ اس نتیجہ پر پہنچے کہ تمام علامات پوری ہو چکی ہیں۔ وہ لکھتے ہیں۔

۱۔ بعض از مشائخ و اہلِ علم گفتہ اند کہ خروج او بعد از دوازدہ صد سال از ہجرت شود و رتہ از سیزدہ صد تجاوز نہ کند (ص۳۹۴)

۲۔ بر ہر تقدیر ظہور مہدی بر سر صد آئندہ احتمال قوی دارد (ص۵۲)

کہ مشائخ اور اہلِ علم لوگوں نے کہا ہے کہ مہدی کا ظہور بارہ سو سال بعد ہجرت کے ہوگا اور تیرہ سو سال ہرگز تجاوز نہ کرے گا۔ نیز یہ کہ تمام اندازوں کے مطابق آئندہ (چودھویں) صدی کے سر پر امام مہدی کے ظہور کا قوی احتمال ہے۔

۳۔ امام مہدی کے ظہور کے وقت کی تعیین معلوم کرنے کے لئے امت کے ربانی علماء اور اہلِ کشف صوفیائے کرام نے بھی خدا تعالےٰ کے حضور توجہ کی اور کشوف رویا اور الہامات کے ذریعہ انہیں اللہ تعالےٰ کی طرف سے جو علم حاصل ہوا۔ اس پر بحیثیت مجموعی نظر ڈالنے سے ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں۔ کہ اسلام میں جس قدر اہلِ کشف گزرے ہیں کوئی ان میں سے مہدی علیہ السلام کا زمانہ مقرر کرنے میں چودھویں صدی کے سر سے آگے نہیں گزرا۔

ذیل میں ہم بطور نمونہ چند احادیث اور امتِ محمدیہ کے چیدہ اولیاء اور اصفیاء کے ایسے اقوال پیش

---

[1] حجج الکرامہ نواب صدیق حسن خان ص۳

کرتے ہیں جن سے چودھویں صدی میں حضرت امام مہدی کے ظاہر ہونے کی تعیین ہوتی ہے۔

۱۔ حدیث نبوی اَلْاٰیَاتُ بعد المأتین (آثار قیامت دو سو سال بعد ظاہر ہوں گے) کی تشریح میں امام علی القاری "فرماتے ہیں کہ اس سے مراد ہزار سال کے بعد دو سو سال ہیں (مشکوٰۃ مجتبائی حاشیہ ص۴۷۱) یعنی بارہ سو سال گزرنے کے بعد۔

۲۔ حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی (وفات ۱۲۳۹ھ) اپنی کتاب تحفہ اثنا عشریہ کے باب ہفتم در امامت میں فرماتے ہیں کہ اہل سنت مہدی کے ظہور کو ہزار برس سے قبل ہرگز نہیں مانتے۔ کیونکہ ان کے نزدیک ظہور آیات قیامت بارہ سو برس ہجری گزرنے کے بعد ہوگا۔

۳۔ حضرت نعمت اللہ ولی علیہ الرحمۃ (وفات ۵۶۰ھ) اپنے ایک مشہور قصیدہ میں فرماتے ہیں ؎

غین و رے سال چوں گذشت از سال — بوالعجب کاروبار می بینم
ا۔ح۔م۔د می خوانم — نام آں نامدار می بینم
مہدیٔ وقت و عیسیٰ دوراں — ہر دو را شہسوار می بینم

(الاربعین فی احوال المہدیین مطبوعہ ۱۲۶۸ھ)

میں دیکھتا ہوں کہ بارہ سو سال گزرنے کے بعد عجیب و غریب کام ظاہر ہوں گے۔ میں نے اس نامدار کا نام اَحْمَدْ پڑھا ہے۔ میں مہدیٔ وقت اور عیسیٰ زمانہ دونوں کو شاہسوار دیکھتا ہوں

۴۔ النجم الثاقب جلد ۲ ص۲۰۹ پر یہ حدیث درج ہے

اِذَا مَضٰی اَلْفٌ وَ مِئَتَانِ وَ اَرْبَعُوْنَ سَنَةً یَبْعَثُ اللّٰهُ الْمَهْدِیَّ

کہ بارہ سو چالیس سال گزرنے کے بعد اللہ تعالیٰ مہدی علیہ السلام کو مبعوث فرمائے گا

۵۔ علامہ الشعرانی نے اپنی کتاب الیواقیت والجواہر میں تحریر فرمایا ہے۔

مَوْلِدُهٗ لَیْلَةَ النِّصْفِ شَعْبَانَ سَنَةَ خَمْسٍ وَ مِئَتَیْنِ بَعْدَ الْاَلْفِ۔

کہ مہدی کی پیدائش ۱۲۵۵ھ میں ہوگی۔

(نور الابصار فی مناقب آل بیت النبی المختار للشیخ الشبلنجی)

۶۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی مجدد الف ثانی (۱۱۱۴ – ۱۱۷۶) فرماتے ہیں۔

عَلَّمَنِیْ رَبِّیْ جَلَّ جَلَالُهٗ اَنَّ الْقِیَامَةَ قَدِ اقْتَرَبَتْ وَ الْمَهْدِیُّ تَهَیَّأَ لِلْخُرُوْجِ (تفہیمات ص۱۳۶ جلد دوم)

میرے رب جل جلالہ نے مجھے علم دیا ہے کہ قیامت قریب آگئی ہے اور مہدی ظاہر ہونے کو تیار ہے۔

نیز حجج الکرامہ میں لکھا ہے۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی تاریخ ظہور او را در لفظ چراغ دین یافتہ وبحساب جمل عدد وی یک ہزار دوصد وشصت وہشت میشود۔ (صفحہ ۳۹۴)

کہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کو امام مہدی کے ظہور کی تاریخ چراغ دین نام میں بتائی گئی بحساب جمل یہ ۱۲۶۸ھ بنتا ہے۔

۷۔ پنجاب کے ایک ولی اللہ حافظ برخوردار رہتے مشیمال ضلع سیالکوٹ (۱۲ویں صدی ہجری) اپنے شعری مجموعہ انواع میں لکھتے ہیں۔ ؎

پچھے اک ہزار تیں ترے سے گذرن سال
حضرت مہدی ظاہر ہوسی کرسی عدل کمال

۸۔ دارقطنی میں حضرت امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ

انّ لمهدينا آيتين لم تكونا منذ خلق السموات والارض ينكسف القمر لاوّل ليلة من رمضان وتنكسف الشمس في النصف منه (دارقطنی جلد اوّل صـ۱۸۸)

ہمارے مہدی کے لئے دو ایسے نشان ہیں جو آسمانوں اور زمین کی تخلیق سے اب تک اس طرح کبھی ظاہر نہیں ہوئے یعنی رمضان کے مہینے میں چاند گرہن کی راتوں میں سے پہلی رات یعنی ۱۳ رمضان کو چاند گرہن ہوگا اور سورج گرہن کے دنوں میں سے درمیانے دن یعنی ۲۸ رمضان کو سورج گرہن ہوگا۔

اس پیشگوئی کے عین مطابق ۱۳۱۱ھ ہجری کے ماہ رمضان میں (مطابق ۱۸۹۴ء) چاند اور سورج کو مقررہ تاریخوں کو یہ گرہن لگ چکے ہیں۔

اس نشان سے مہدی علیہ السلام کے ظہور کے وقت کی تعیین ہوتی ہے

ب۔ اس نشان سے کافی عرصہ پہلے ضلع ملتان کے ایک بزرگ عالم عبدالعزیز پرہاروی کا یہ شعر بھی ہندوستان میں مشہور تھا ؎

در سن غاشی ہجری دو قراں خواہد بود
از پئے مہدی و دجّال نشاں خواہد بود

کہ فاطمی کے سلسلہ کے ۱۳۱۱ ہجری میں دو گرہن ہوں گے جو مہدی اور دجال کے ظہور کا نشان ہوں گے۔

ج ۔ حضرت محی الدین ابن عربی علیہ الرحمۃ (۶۲۸) نے فرمایا ہے

ویکون ظہورہ بعد مضی خ ۔ ف ۔ ج بعد الہجرۃ (مقدمہ ابن خلدون)

کہ مہدی کا ظہور خ ۔ ف ۔ ج کے اعداد کے مطابق ۶۸۳ میں ہوگا۔ اگر ان کے سن وفات ۶۲۸ھ میں یہ اعداد جمع کئے جائیں تو ٹھیک ۱۳۱۱ھ بنتا ہے۔ جس کے ماہ رمضان میں چاند اور سورج کا کسوف و خسوف ہوا۔ غالباً خ ۔ ف ۔ ج میں قرآنی پیشگوئی خسف القمر وجمع الشمس والقمر (القیامۃ : ۹) کی طرف اشارہ تھا۔

ان تمام حوالہ جات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ حضرت امام مہدی کے ظہور کی علامات بارہ سو سال بعد ظاہر ہو جانی ضروری تھیں۔ اور چودھویں صدی میں خود امام مہدی کو ظاہر ہو جانا چاہیئے تھا۔ آخر حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا فرمانا کہ خدا نے مجھے علم دیا ہے۔ کہ مہدی خروج کے لئے تیار ہے اور ۱۲۶۸ھ میں اس کا ظہور ہوگا یہ بےبنیاد خبر تو نہیں ہے۔ یہ خبر اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہے اور اس کو شائع ہوئے دو سو سال گزر گئے۔ کیا ابھی مہدی کے ظہور کا وقت نہیں آیا؟ یہ تمام باتیں قابل غور ہیں؟ حضرت امام باقر کی روایت، حضرت شاہ ولی اللہ کی تفہیم، نعمت اللہ ولی کا قصیدہ امام مہدی کے ظہور کے لئے جو زمانہ بتا رہے ہیں۔ وہ تو چودھویں صدی کے اختتام کے ساتھ ختم ہے۔ تو کیا ہر مسلمان کا یہ فرض نہیں کہ مہدی کی تلاش کرے۔

ہم ہر سچے متلاشی کو بتاتے ہیں کہ حضرت میرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام ہی وہ مہدی ہیں جو قریباً ۱۲۵۰ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۲۶۸ھ میں جوان ہوئے۔ اور ۱۲۹۰ھ میں آپ کی عمر چالیس کی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی وحی و الہام سے نوازا۔ چودھویں صدی کے آغاز میں ہی آپ نے دعوےٰ کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو امام مہدی اور مسیح موعود قرار دیا ہے۔ ۱۳۱۱ھ میں جب رمضان میں چاند اور سورج کو گرہن لگا آپ کا دعوےٰ موجود تھا۔ آپ نے فتح نصیب جرنیل کی طرح ۔ دہریوں، ہندوؤں اور عیسائیوں کے حملوں کا مقابلہ کر کے اسلام کا کامیاب دفاع کیا۔ آپ کی تائید میں سینکڑوں اور ہزاروں آفاقی اور انفسی نشانات ظاہر ہوئے۔ آپ نے تمام اکناف عالم میں تبلیغ اسلام اور اشاعت قرآن کا ایک مستقل اور مضبوط نظام قائم فرما کر ۱۳۲۶ھ میں وفات پائی۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کی جماعت ایک مضبوط نظام خلافت میں منسلک ہو کر تمام دنیا میں اسلام کی تبلیغ کر رہی ہے۔ ان حالات میں ہر شخص کا فرض ٹھہرتا ہے کہ وہ آپ کے دعوےٰ کے متعلق سنجیدگی سے غور کرے اور خدا تعالیٰ کے حضور دعا کرے کہ وہ اس بارے میں اس کی راہ نمائی فرمائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم عربی کلام

فضائل القرآن

لَمَّا اَرَى الْفُرْقَانُ مِيْسَمَهٗ تَرَدّٰى مَنْ طَغٰى

مَنْ كَانَ نَابِغَ وَقْتِهٖ　　جَاءَ الْمَوَاطِنَ اَلْثَغَا

وَ اِذَا اَرٰى وَجْهًا بِاَنْوَارِ الْجَمَالِ مُصَبَّغَا

فَدَرَى الْمُعَارِضُ اَنَّهٗ　　اَلْغَى الْفَصَاحَةَ اَوْ لَغَا

مَنْ كَانَ ذَا عَيْنِ النُّهٰى　　فَاِلٰى مَحَاسِنِهٖ صَغٰى

اِلَّا الَّذِيْ مِنْ جَهْلِهٖ　　اَبْغَى الضَّلَالَةَ اَوْ بَغٰى

(نور الحق)

- جب قرآن نے اپنا چہرہ دکھایا تو ہر ایک سرکش تباہ و برباد ہو گیا۔
- اور نابغۂ روزگار شخصیتیں کند زبان ہو کر میدان میں آئیں
- اور جب قرآن نے اپنا چہرہ دکھایا جو انوارِ جمال سے منور تھا۔
- تو قرآن کا معارضہ کرنے والے سمجھ گئے کہ وہ اس کا مقابلہ کرنے میں فصاحت سے دور جا رہے ہیں اور بے فائدہ کوشش کر رہے ہیں۔
- اور جو داناؤں کی آنکھ رکھتا تھا وہ قرآن کے محاسن کی طرف مائل ہو گیا۔
- سوائے ایسے شخص کے جس نے اپنی جہالت کے سبب گمراہی چاہی اور سرکشی اختیار کی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم فارسی کلام

در مدحتِ خیر الرسل صلے اللہ علیہ وسلم

ہست درگاہِ بزرگش کشتیٔ عالم پناہ
کس نگردد روزِ محشر جز پناہش رستگار

از ہمہ چیزے فزوں تر در ہمہ نوعِ کمال
آسمانہا پیشِ اوجِ ہمّتِ او ذرّہ وار

مظہرِ نورے کہ پنہاں بود از عہدِ ازل
مطلعِ شمسے کہ بود از ابتداء در استتار

صدرِ بزمِ آسمان و حجۃ اللہ بر زمیں
ذاتِ خالق را نشانے بس بزرگ و استوار

ہر رگ و تارِ وجودش خانۂ یارِ ازل
ہر دمش ہر ذرّہ اش پُر از جمالِ دوستدار

حسنِ روئے او بہ از صد آفتاب و ماہتاب
خاکِ کوئے او بہ از صد نافۂ مشکِ تتار

ہست او از عقل و فکر و وہمِ مردم دور تر
کے مجالِ فکر تا آں بحرِ ناپیدا کنار

(آئینہ کمالاتِ اسلام)

- اس کی عالی بارگاہ سارے جہاں کو پناہ دینے والی کشتی ہے۔ اور روزِ محشر اس کی پناہ میں آئے بغیر کوئی بھی نجات نہیں پا سکے گا۔
- ہر نوع کمال میں وہ ہر ایک وجود سے بڑھ کر ہے۔ اس کی بلندئ ہمت کے آگے آسمانوں کی حیثیت ایک ذرہ کی ہے۔
- وہ اس نور کا مظہر ہے جو زمانۂ ازل سے مخفی تھا اور اس آفتاب کا مطلع ہے جو ابتدا سے نہاں تھا۔
- وہ آسمان کی مجلس کا میرِ محفل ہے اور زمین پر اللہ کی حجت اور ذات باری تعالیٰ کا عظیم الشان نشان ہے۔
- اس کے وجود کا ہر رگ و ریشہ محبوبِ ازلی کا گھر ہے۔ اور اس کا ہر سانس اور ہر ذرہ محبوب کے نورِ حسن سے منوّر ہے
- اس کے چہرے کا حسن سینکڑوں آفتاب و ماہتاب سے بہتر ہے اور اس کے کوچہ کی خاک تاتاری مشک کے سینکڑوں نافوں سے زیادہ خوشبودار ہے۔
- وہ انسان کی عقل و فہم سے بالاتر ہے۔ فکر کی کیا مجال کہ اس بحرِ ناپیدا کنار تک پہنچ سکے۔

مکرم شیخ نور احمد صاحب منیر فاضل استاذ الجامعہ

۳۱۳ صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

۱۵۔ حضرت منشی گوہر علی صاحب جالندھری رضی اللہ عنہ

حضرت منشی گوہر علی صاحب کو امام الزمان کی آمد اور ہادی کا ابتدائی علم کپورتھلہ میں ہوا۔ آپ کپورتھلہ کے محکمہ ڈاک میں ملازم تھے۔ ملازمت سے فراغت کے بعد آپ اپنے وطن مالوف جالندھر میں مقیم ہو گئے۔ ملکا سے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوئے مہدویت کے بعد ہر جگہ اس موضوع پر گفتگو اور تبادلہ خیالات ہوتا تھا۔ حضرت منشی صاحب نے اس سلسلہ میں اللہ تعالے کے فضل سے غیر معمولی دلچسپی اور اشتیاق و شوق سے حضور کی کتب کا مطالعہ کیا۔ اور ۱۸۸۹ء میں بیعت کر لی۔ اور آپ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لانے والوں میں صف اوّل میں شامل ہو گئے۔

ایک دفعہ حضرت منشی ظفر احمد صاحب قادیان جاتے ہوئے آپ کے ہاں جالندھر میں ٹھہر گئے۔ حضرت منشی صاحب نے اثنائے گفتگو میں اپنی دیرینہ خواہش کا اظہار کیا کہ میں بھی حضور کی ملاقات اور زیارت کرنا چاہتا ہوں۔ حضرت منشی ظفر احمد صاحب بڑے زیرک تھے انہوں نے ان کی مالی تنگی کو محسوس کیا ہوگا۔ چنانچہ آپ ان کو قادیان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت کے لئے ساتھ لے گئے۔ قادیان میں حضرت منشی گوہر علی صاحب حضور کے انفاس قدسیہ اور فیوض سے بہرہ یاب ہوئے۔ جب یہ دونوں بزرگ واپس جانے لگے۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔

منشی گوہر علی صاحب آپ ذرا ٹھہریں

چنانچہ حضور کے اس ارشاد پر حضرت منشی صاحب ٹھہر گئے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اندر سے بارہ روپے لا کر آپکو دیئے۔ مگر آپ نے اس رقم کے لینے میں حجاب محسوس کیا۔ اور کہا کہ حضور خدمت کرنا تو میرا فرض ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آپ کی مالی تنگی کا علم دیا گیا تھا۔ اور حضور نے ان کو یہ رقم پیش فرمائی۔ اس انکار اور حجاب پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت منشی ظفر احمد صاحب کو آواز دے کر بلایا جو

باہر انتظار کر رہے تھے۔ اور فرمایا کہ ان کو سمجھائیں۔ حسب ارشاد آپ نے منشی صاحب کو سمجھایا کہ یہ حضور کی طرف سے آپ کے لئے تحفہ ہے۔ جسے رد کرنا نامناسب ہے اور اس میں برکت ہی برکت ہے۔ اس پر آپ نے یہ تحفہ حضرت اقدس سے لے لیا۔ اور آپ اس موقعہ پر فرط محبت اور عقیدت سے چشم پُر آب ہو گئے اور حضرت منشی ظفر احمد صاحب کے ساتھ وطن کو روانہ ہو گئے۔

خدا کا کرنا ایسا ہوا جب حضرت منشی گوہر علی صاحب واپس جالندھر پہونچے تو جو رقم حضور نے آپ کو عنایت فرمائی تھی اتنے ہی روپے (بارہ روپے) ماہوار پر آپ دوبارہ حضور کی خاص توجہ اور دعا سے ڈاک خانہ میں ملازم ہو گئے۔ حضرت منشی صاحب اس بات کا ذکر بار بار فرمایا کرتے تھے۔

آپ نے خلافت ثانیہ کے عہد میں وفات پائی۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

۱۷۔ حضرت میاں نبی بخش صاحب رفوگر امرتسری

آپ کا وطن مالوف امرتسر تھا۔ والد ماجد کا نام رحیم بخش تھا۔ آپ امرتسر شہر میں رفوگری کا کام کرتے تھے۔ آپ نے ابتدائی وقت میں ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی۔ غیر معمولی عقیدت اور غیرت کی صفت سے متصف تھے۔ اخلاص اور قربانی میں امتیازی حیثیت رکھتے تھے۔ تبلیغ کرنے میں خاص جوش ہوا کرتا تھا۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کے مطالعہ کا شوق تھا۔ درثمین کے اشعار آپ کو بہت یاد تھے۔ آپ اپنے خاندان میں اکیلے احمدی تھے۔ اپنے کنبہ اور عزیزوں میں آپ کے تقویٰ اور بزرگی کا اتنا اثر تھا کہ کسی کو مخالفت کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ نماز اور تہجد پر مداومت تھی۔ احمدیت اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے انتہائی غیرت رکھتے تھے۔

آپ ابتداء میں مالی لحاظ سے کمزور تھے مگر بعد میں خدا تعالےٰ نے آپ کے کام میں غیر معمولی برکت بخشی اور آپ رفوگر سے پشمینہ کے بہت بڑے تاجر ہو گئے۔ وفات کے بعد ایک لاکھ روپیہ سے زیادہ مال اور جائداد چھوڑی۔ ایک دفعہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے خدام کے ہمراہ امرتسر تشریف لے گئے۔ تو مکرم میاں نبی بخش صاحب مرحوم نے حضور کی دعوت کی اور مولوی احمد اللہ صاحب میونسپل کمشنر امرتسر کو بھی مدعو کیا چنانچہ وہ بھی اس دعوت میں تشریف لائے۔ یہ مولوی صاحب ابتداً میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے عقیدت رکھتے تھے۔

اور تائید میں اپنے خیالات کا اظہار بھی کرتے تھے۔ لیکن بعد میں مخالفت کرنی شروع کر دی۔ کھانے سے فارغ ہونے پر مولوی احمد اللہ نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے دریافت کیا۔ کہ آپ کے فارسی شعر

شانِ احمدؐ را کہ داند جز خداوند کریم
آنچناں از خود جدا شد کز میاں افتاد میم

پر عوام نے تنقید کی ہے۔ اور ان کا استدلال کیا ہے۔ کہ حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالےٰ کا درجہ دے دیا گیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ جیسے خدا تعالےٰ اپنے معبود ہونے میں احد ہے۔ اسی طرح حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اپنی عبودیت میں تمام انسانوں سے بڑھ کر ہیں۔ اور آپ یکتا عابد ہیں۔ خدا تعالےٰ معبود ہونے میں یکتا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم عابد ہونے میں یکتا۔

یہ عظیم اور پاکیزہ شعر اس دعوت طعام اور مجلس میں حل ہوا جس کا اہتمام اور انتظام حضرت میاں نبی بخش صاحب تاجر پشمینہ نے کیا تھا۔ حضرت میاں صاحب ایک غیور صحابی تھے۔ آپ کو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے غیر معمولی محبت اور عقیدت تھی۔ آپ حضور سے اکثر دعا کے لئے عرض کرتے رہتے تھے۔ انفاق فی سبیل اللہ میں ایک مثالی شخصیت تھے۔ آپ کثرت سے اور بالالتزام ماہوار چندہ دیا کرتے۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ چندوں کی ادائیگی سے مال بڑھتا ہے۔ آپ ذکر کرتے تھے کہ میں رفوگر سے ایک بہت بڑا تاجر بن گیا۔

آپ کی دیانت و امانت مسلمہ تھی۔ ہر مذہب کے لوگ آپ کی عزت و احترام کرتے۔ آپ نے ۳ جولائی ۱۹۱۸ء کو امرتسر میں وفات پائی۔ آپ ابتدائی صحابہ اور موصیوں میں سے تھے۔ آپ کا وصیت کا نمبر ۱۱۱ ہے۔ جنازہ امرتسر سے قادیان لے جایا گیا۔ آپ بہشتی مقبرہ کے قطعہ صحابہ میں مدفون ہیں۔

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپ کو ۳۱۳ صحابہ میں نمبر ۷۱ پر شامل فرمایا ؎

ایں سعادت بزورِ بازو نیست

سچی توبہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"انسان اپنی اس مختصر زندگی میں بلاؤں سے محفوظ رہنے کا کس قدر محتاج ہے۔ اور وہ چاہتا ہے کہ ان بلاؤں اور وباؤں سے محفوظ رہے جو شامتِ اعمال کی وجہ سے آتی ہیں۔ اور یہ ساری باتیں سچی توبہ سے حاصل ہوتی ہیں۔ پس توبہ کے فوائد میں سے ایک یہ بھی فائدہ ہے کہ اللہ تعالےٰ اس کا حافظ و نگران ہو جاتا ہے۔ اور ساری بلاؤں کو خدا دور کر دیتا ہے۔ اور ان منصوبوں کو جو دشمن اس کے لئے تیار کرتے ہیں ان سے [illegible] رکھتا ہے۔"

(ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد ۵ ص ۱۵۵)

از جناب عبدالرحیم صاحب راٹھور

مصلح موعودؓ [۱]

یاد تازہ ہو گئی پھر حضرت محمودؓ کی
عاشقِ خیر الرسلؐ، بحرِ عطا و جود کی

ربعِ مسکوں کے کناروں تک وہ شہرت پا گیا
فکر جس کو تھی صدا اسلام کی بہبود کی

پھولتی پھلتی رہے "تحریک" اور "وقفِ جدید"
جن میں ظاہر ہے نشانی منزلِ مقصود کی

حبذا! تبلیغِ حق کا سب جہاں میں اہتمام
شان ظاہر ہو رہی ہے مصلحِ موعودؓ کی

"آ رہا ہے اس طرف احرارِ یورپ کا مزاج"
کھل گئی ان پر صداقت مہدیٔ مسعودؑ کی

غلبۂ اسلام کے ایام ہیں نزدیک تر
لاج رکھ لی ہے خدا نے شاہد و مشہود کی

خوب روشن ہے جہاں میں شمعِ دینِ مصطفےٰؐ
جو حفاظت کر رہی ہے آسمانی دودھ کی

مرحبا! حاضر ہیں ایازی صفت کے نوجواں
فاتح الدیں میں نمایاں شان ہے محمودؓ کی

نصرت و تائید فرماتا رہے مولیٰ کریم
ناصرِ دیں کی، نافلہ موعود کی

۱؎ یہ نظم یوم مصلح موعودؓ کے موقعہ پر ۲۰ فروری ۱۹۷۹ء کو مسجد مبارک ربوہ میں پڑھی گئی۔

جناب مولوی روشن الدین احمد صاحب واقفِ زندگی

تذکرہ کا مطالعہ

میں نے ایک دن تذکرہ کا مطالعہ کرنا شروع کیا۔ اور جس حصہ کا پہلے مطالعہ شروع کیا وہ ضمیمہ تذکرہ سے موسوم ہے۔ اس حصہ میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کشوف و رویا اور الہامات اکٹھے کر کے لکھے گئے ہیں۔ جب کو میں نے سرسری نگاہ سے پڑھنا شروع کیا تو ان الہامات اور رویا و کشوف میں ایک جذب تھا۔ کیونکہ ان کا پورا ہونا واقعاتی طور پر ثابت ہے۔ جس کے گواہ بھی موجود ہیں ایسی صورت میں ان کا انکار بھی نہیں ہو سکتا اس لئے چند منٹ اس حصہ کتاب کا میں نے مطالعہ جاری رکھا۔ تو مجھ پر وجد کا عالم طاری تھا۔ میں نے محسوس کیا کہ گندی زندگی سے بچانے والی طاقت یہی ہے۔ انسان کو کہاں سے کہاں پہنچا دینے والی مقناطیسی طاقت یہی ہے۔ جو انسان کے زمین و آسمان کو بدل کر رکھ دیتی ہے۔ سو اسی وقت عزم کیا کہ تربیت کے لئے ضروری ہے۔ کہ ان کشوف و رویا اور الہامات میں سے کچھ نہ کچھ پبلک کے سامنے آتا رہنا چاہیئے۔ تاکہ ہر کوئی اپنے اپنے ظرف کے مطابق محظوظ ہوتا رہے۔ سو اب ان میں سے بعض الہامات اور رویا و کشوف کا ذیل میں اختصار کے ساتھ ذکر کیا جاتا ہے۔ تاکہ ہر صاحب ذوق

مستفید ہو۔

دُعا کی قبولیّت

۱۔ مولوی صدر الدین صاحب سابق مبلغ ایران نے مرتبہ تذکرہ کو اپنی روایات کی کاپی میں سے ایک یہ روایت سنائی کہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک خادم فضل الدین صاحب عرف فجا نے انہیں ایک روائت سنائی کہ ایک دفعہ اتفاقاً ایک لیمپ میں تیل ڈالتے ہوئے میرے کپڑوں میں آگ لگ گئی۔۔۔۔ میرا بہت سا جسم جل گیا۔ اور ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب کہنے لگے کہ یہ بیس منٹ سے زیادہ زندہ نہیں رہ سکتا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضؓ فرمانے لگے کہ ایک گھنٹہ بمشکل زندہ رہے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمانے لگے کہ

"میں نے ابھی رویا دیکھا ہے اور اس کو باغ میں دیکھا ہے۔"

مطلب یہ کہ اولاد والا ہوگا۔

پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے میرے لئے ساری رات دعائی اور حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا اور دو اور عورتوں کو (میرے) پاس باری باری بٹھایا اور ساری رات

میرے لئے دعا کی اور آخر اللہ تعالیٰ نے مجھے موت سے نجات دی اور شفاء عطا فرمائی۔

(کاپی مولوی صدر الدین صاحب بحوالہ تذکرہ ص۸۱۱)

۲۔ پُر عظمت پیشگوئی

ملک غلام حسین صاحب مہاجر خادم المسیح محلہ دارالرحمت قادیان کا بیان ہے کہ حضرت صاحب شام کی نماز پڑھ کر مسجد میں لیٹ جایا کرتے تھے۔ اور پنکھے حضور کو دیا کرتے تھے۔ میرا بچہ محمد حسین بھی دبا رہا تھا۔ حضرت اقدس کی آنکھیں بند تھیں اور ایک اور لڑکا جلال جو پٹی کا تحصیل تھا وہ بھی دبا رہا تھا۔ حضرت ام المومنین بھی پاس بیٹھی تھیں۔ یکدم جو حضرت صاحب نے آنکھ کھولی تو فرمایا کہ

"محمد حسین ڈپٹی کمشنر بنے گا۔" اور جلال اس کے گھوڑے کو چارہ ڈالا کرے گا۔

حضرت ام المومنین نے جب یہ الفاظ سنے تو فوراً اٹھ کر اندر گئیں۔ اور میری بیوی کو جا کر مبارک باد دی۔"

(رجسٹر روایات صحابہ جلد ۱۱ ص۹۳ بحوالہ تذکرہ ص۳۱۸)

حاشیہ۔ چنانچہ آخری عمر میں جب کہ وہ افریقہ میں تھا نیروبی کا ڈپٹی کمشنر جب چار ماہ کی رخصت پر گیا تو اس کا قائم مقام محمد حسین کو مقرر کیا گیا۔

(رجسٹر روایات صحابہ جلد ۱۱ ص۹۵ بحوالہ تذکرہ ص۸۱۳)

۳۔ اٹھرا کی بیماری دور ہوگئی

شیخ زین العابدین صاحب سکنہ ٹھٹھہ غلام نبی ضلع گورداسپور نے بیان کیا کہ

"میری بیوی کو اٹھرا کی بیماری تھی .... میں حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ (اور دعا کے لئے درخواست کی) فرمایا آپ بھی دعا کریں اور میں بھی دعا کرتا ہوں۔ ظہر کی نماز کے بعد سے لے کر عصر کی اذان تک حضور نے دعا کی ..... حضور نے دعا ختم کی اور فرمایا تمہاری دعا قبول ہوگئی اور اٹھرا کی بیماری دور ہوگئی ہے۔ اس حمل میں لڑکا ہوگا۔ آپ کی بیوی کی شکل اور بچہ کی شکل بھی مجھے دکھائی گئی ہے۔"

(رجسٹر روایات صحابہ جلد ۱۱ ص۶۱ و ۶۲)

۴۔ قریب المرگ بیمار کی صحت یابی

ایک دفعہ ہمارے بڑے بھائی برکت علی صاحب شدید بیمار ہو گئے۔ اور جسم پتھر کی طرح ہو گیا۔ یہاں (قادیان) لے آئے۔ حضرت صاحب دو ماہ تک علاج کرتے رہے۔ آخر ... حضور نے بھائی حامد علی صاحب کو فرمایا کہ

"اب تم اپنے بھائی کو واپس لے جاؤ۔ اس کا بچنا محال ہے ..... آدمی (کہار کو بلانے کے لئے) گاؤں کو چل پڑا۔ ابھی قابض رجادہ (قادیان کے قریب ایک گاؤں ہے) ہی

پہنچا ہو گا کہ پیچھے سے حضرت صاحب
کو الہام ہو گیا کہ برکت علی صحت یاب
ہو جائے گا۔"

حضور نے اسی وقت حامد علی صاحب کو بلا کر
فرمایا کہ جس آدمی کو آپ نے بھیجا ہے واپس بلا لو
..... آدمی واپس آ گیا اور دوسرے دن بخار ٹوٹ
گیا۔"

(رجسٹر روایات صحابہ جلد ۱۱ صفحہ ۶۱ بحوالہ تذکرہ
صفحہ ۸۱۱، ۸۱۲)

۵۔ ایک ایرانی خدا رسیدہ ملہم کا واقعہ

"ایک صاحب ایران کے رہنے والے جو خدا رسیدہ
اور ملہم انسان تھے ان کو خدا کی طرف سے یہ الہام
ہوا۔

"مقصود تو از قادیان حاصل مے شود"

ترجمہ۔ تمہارا مقصود قادیان سے حاصل ہو گا۔

..... وہ قادیان میں تشریف لائے ..... حضرت
مسیح موعود علیہ السلام سیر کے لئے گھر سے باہر تشریف
لائے اور احباب معہ قرین آپ کے ساتھ چل دیئے۔
جب حضور چند قدم باہر کو تشریف لے گئے۔ تو خدا
کی طرف سے آپ کو الہام ہوا۔

"آپ کی تلاش میں ایک شخص بازار
میں پھر رہا ہے۔ اور آپ باہر جا رہے
ہیں۔"

حضور پیچھے کو لوٹ پڑے اور فرمایا حکم ہوا ہے کہ بازار
کو چلو ..... جب بڑے بازار کے چوک کے پاس پہنچے۔
تو وہ صاحب مل گئے۔"

(رجسٹر روایات جلد ۴ صفحہ ۱۷۱ روایت مولوی محمد عبد العزیز
صاحب آف بھینی شرقپور ضلع شیخوپورہ بحوالہ تذکرہ
صفحہ ۹...)

۶۔ حافظ حامد علی رضی اللہ عنہ کی حفاظت

(الف) میاں فضل محمد صاحب ہرسیاں والے حافظ
حامد علی صاحب سے روایت کرتے ہیں کہ:۔

ایک دفعہ مجھے (یعنی حافظ حامد علی صاحب کو) حضرت
اقدس نے ایک کام کے لئے ایک غیر ملک میں بھیجا۔
ایک مقررہ جہاز پر روانہ ہوا۔ جب جہاز نصف سفر
طے کر چکا تو سمندر میں طوفان کے آثار دکھائی دیئے
اور ایسا معلوم ہونے لگا کہ جہاز غرق ہونے لگا ہے
لوگ چلانے لگے۔ اور جہاز میں شور قیامت برپا ہو گیا۔
لوگ روتے اور آہ و بکا کرتے تھے۔ میں نے بڑے
زور اور دعوے سے کہا کہ میں پنجاب سے آیا ہوں
اور میں ایسے شخص کے کام کو جا رہا ہوں جسے خدا
نے اس زمانہ کا نبی بنا کر بھیجا ہے۔ اس لئے جب
تک میں اس جہاز میں سوار ہوں خدا تعالیٰ اس جہاز
کو غرق نہیں کرے گا۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے اس
حالت کو بدل دیا۔ اور جہاز طوفانی حالت سے نکل
کر خیریت سے کنارے جا لگا۔ اور میں اپنی جگہ پر اتر
گیا۔ اور جہاز آگے روانہ ہو گیا۔ مگر تھوڑی دور
ہی گیا تھا کہ غرق ہو گیا ..... ہندوستان میں جب

اس جہاز کے غرق ہونے کی اطلاع آئی تو میرے عزیز روتے ہوئے حضرت کے پاس گئے اور کہا جس جہاز میں حامد علی سوار تھا وہ غرق ہو گیا ہے۔ حضور نے فرمایا ہاں سنا تو ہے کہ جس جہاز میں حامد علی سوار تھا وہ فلاں تاریخ غرق ہو گیا ہے۔ یہ کہہ کر حضور خاموش ہو گئے۔ لیکن تھوڑی دیر کے بعد فرمایا مگر حامد علی اپنا کام کر رہا ہے۔ وہ غرق نہیں ہوا۔ بعد کے واقعات نے حضور کے اس ارشاد کی تائید کی۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ حضور کو کشفی طور پر سارا واقعہ دکھایا گیا۔" (الحکم جلد ۲۸ نمبر ۲ مورخہ ۲۱ جنوری ۱۹۳۵ء صفحہ ۵ بحوالہ تذکرہ صفحہ ۸۰۴)

ب۔ شیخ زین العابدین صاحب، برادر حافظ حامد علی صاحب نے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ

"حافظ حامد علی کی نسبت تو مجھے الہام ہو چکا ہے۔ کہ یہ زندہ آئے گا اور فائدہ حاصل کر کے آئے گا۔"

(رجسٹر روایات صحابہ جلد ۱۱ صفحہ ۵۴ بحوالہ تذکرہ صفحہ ۸۰۵)

۷۔ ہم نے تیری صحت کا ٹھیکہ لیا ہے

"حضرت منشی ظفر اللہ صاحب رضی اللہ عنہ کپورتھلوی نے بیان کیا کہ

ایک مرتبہ حضرت اقدس کو خارش کی بہت سخت شکایت ہو گئی تمام ہاتھ بھرے ہوئے تھے۔ لکھنا یا دوسری ضروریات کا سرانجام دینا مشکل تھا۔ علاج بھی باقاعدہ کرتے تھے مگر خارش دور نہ ہوتی تھی۔

...... ایک دن میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا عصر کے قریب وقت تھا کیا دیکھتا ہوں کہ آپ کے ہاتھ بالکل صاف ہیں مگر آپ کے آنسو بہہ رہے ہیں ...... میں نے جرأت کر کے پوچھا کہ حضور آج خلاف معمول آنسو کیوں بہہ رہے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ میرے دل میں ایک معصیت کا خیال گزرا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے کام تو اتنا بڑا میرے سپرد کیا ہے۔ اور ادھر صحت کا یہ حال ہے۔ کہ آئے دن کوئی نہ کوئی شکایت رہتی ہے۔ اس پر مجھے الہام ہوا۔

"ہم نے تیری صحت کا ٹھیکہ لیا ہے"

اس سے میرے قلب پر بے حد رقت اور ہیبت طاری ہے کہ میں نے ایسا خیال کیوں کیا۔ ادھر تو یہ الہام ہوا۔ مگر جب اٹھا تو ہاتھ بالکل صاف ہو گئے۔ اور خارش کا نام و نشان نہ رہا۔ اک طرف اس پر شوکت الہام کو دیکھتا ہوں۔ دوسری طرف اس فضل اور رحم کو تو میرے دل میں اللہ تعالیٰ کی عظمت اور جلال اور اس کے رحم و کرم کو دیکھ کر انتہائی جوش پیدا ہو گیا۔ اور بے اختیار آنسو جاری ہو گئے۔"

(الحکم جلد ۳۷ نمبر ۱۲ مورخہ ۷ر اپریل ۱۹۳۴ء ص۴ بحوالہ تذکرہ ص۸۰۳)

۸۔ خدا تعالیٰ کے انعامات بے شمار ہیں۔

حافظ صوفی غلام محمد صاحب آف ماریشس نے بیان کیا کہ

" حضرت اقدس نے فرمایا ایک بار میرے جی میں آیا کہ اللہ تعالیٰ نے جو انعام مجھ پر کئے ہیں ان پر ایک کتاب لکھوں۔ فرمایا اس ارادے کی تکمیل جب میں کرنے لگا تو کشف میں دیکھا زور سے بارش ہو رہی ہے اور اللہ مجھے فرماتا ہے کہ اگر یہ قطرے گن سکتے ہو تو میرے احسان بھی گن سکو گے۔ تب مَیں نے یہ ارادہ بھی چھوڑ دیا۔" (تشحیذ الاذہان اکتوبر ۱۹۱۳ء و رجسٹر روایات صحابہ جلد ۷ ص۳۱ بحوالہ تذکرہ ص۷۹۲)

۹۔ کھانسی دُور ہوگئی۔

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے خطبہ جمعہ میں فرمایا۔

"۱۹۰۰ء کا واقعہ ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو شدید کھانسی ہوئی . . . . اور بعض اوقات ایسا لمبا اُچھو آتا تھا کہ معلوم ہوتا تھا کہ سانس رک جائے گا۔ اس حالت میں باہر سے کوئی دوست آئے اور تحفہ کے طور پر پھل لائے۔ میں نے حضور کے سامنے پیش کر دیئے آپ نے انہیں دیکھا اور فرمایا کہ دو چیز اک اللہ اور پھر ان میں سے کوئی چیز جو غالباً کیلا تھا۔ اٹھایا اور .... فرمایا کہ یہ کھانسی میں کیسا ہوتا ہے۔ مَیں نے کہا اچھا تو نہیں ہوتا۔ مگر آپ مسکرا پڑے۔ اور چھیل کر کھانے لگے۔ مَیں نے عرض کیا کہ کھانسی بہت سخت ہے۔ اور یہ چیز کھانسی میں اچھی نہیں۔ آپ پھر مسکرائے۔ اور کھاتے رہے۔ میں نے اپنی نادانی سے پھر اصرار کیا کہ نہیں کھانا چاہیئے۔ اس پر آپ پھر مسکرائے اور فرمایا مجھے ابھی الہام ہُوا ہے کہ

" کھانسی دُور ہوگئی "

چنانچہ کھانسی اسی وقت سے جاتی رہی۔"

(الفضل جلد ۳۰ نمبر ۱۶۴ مورخہ ۱۷ر جولائی ۱۹۴۲ء بحوالہ تذکرہ ص۷۸۴)

۱۰۔ خدا تعالیٰ کی عظمت

میاں اللہ یار صاحب ٹھیکیدار بٹالوی نے بواسطہ مولوی غلام نبی صاحب مصری بیان کیا کہ مقدمہ گورداسپور کی کارروائی سے فارغ ہونے کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام واپس ہونے لگے تو حضور کو کشف یا الہام ہوا۔ کہ

" راستہ بٹالہ والا خطرناک ہے"

اس لئے حضور نے حکم دیا کہ یکے لاؤ۔ اس وقت تین یکے لائے گئے۔ (اور راستہ بدل کر چل پڑے) اس وقت حضور نے فرمایا کہ یہی وجہ

بدلنے کی ہے۔ حضور کچی سڑک پر قادیان پہنچے۔ اور ادھر ایک رتھ حضور کی خاطر بٹالہ بھیجا گیا تھا۔ بجائے حضور کے سوار ہوتے کے اور لوگ رتھ پر سوار ہوئے۔ ان میں ایک شیخ یعقوب علی صاحب تھے۔ جب پل پر پہنچے تو پل پر ایک بناوٹی میلہ مخالفوں نے بنا رکھا تھا۔ جس میں مسانیاں اور بٹالہ کے مخالف تھے۔ اور یہ مشورہ کیا تھا کہ جب مرزا صاحب پُل پر پہنچیں گے۔ تو پُل کے مغربی سمت کے لوگ اور مشرقی سمت کے لوگ پُل پر ہی پکڑ لیں گے۔ اور نہر میں پھینک دیں گے ... جب بٹالہ سے رتھ روانہ ہو کر پُل کے قریب آیا تو مخالف حسب مشورہ دوڑ کر رتھ پر پڑ گئے .... حملہ کیا جب دیکھا کہ رتھ مرزا صاحب سے خالی ہے۔ اور سوار اور لوگ ہیں تو انہوں نے ابتدائی حملہ کی ضربوں پر افسوس کیا۔"

(روایات صحابہ جلد ۱۰ صفحہ ۲۸۰ - ۲۸۱ بحوالہ تذکرہ صفحہ ۸۴۷)

اس قسط میں صرف دس الہامات رویا اور کشوف کا اندراج کیا ہے۔ فی الحال اسی پر اکتفا ہے۔ بالآخر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلمات طیبات میں شکر باری کیا جاتا ہے چنانچہ وہ اردو اشعار یہ ہیں ؎

میری ہر بات کو تُو نے چلا دی
میری ہر روک بھی تُو نے اٹھا دی
میری ہر پیشگوئی خود بنا دی
"تریٰ نسلاً بعیداً" بھی دکھا دی
جو دی ہے مجھ کو وہ کس کو عطا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

نیز تحریر فرمایا ؎

بنائی تو نے پیارے میری ہر بات
دکھائے تو نے احساں اپنے دن رات
ہر اک میداں میں دیں تو نے فتوحات
بد اندیشوں کو تو نے کر دیا مات
ہر اک بگڑی ہوئی تو نے بنا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

بالآخر دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ اپنے فضل و کرم سے ہر ایک کو اپنے الہامات و رویاء و کشوف کے مطالعہ کی توفیق دے۔ اور ان میں بھی اپنی محبت بھر دے۔ جو مقربین الٰہی کی نشانی ہے۔ اللّٰھمّ آمین۔

سہ ماہی امتحان مجلس انصار اللہ

سال رواں کی پہلی سہ ماہی کا امتحان انشاء اللہ العزیز ۲۳/اماں (۲۳ مارچ) کو ہوگا۔ نصاب درج ذیل ہے۔

۱۔ ترجمہ پارہ ۱۹ ربع سوم ۲۔ تجلیات الٰہیہ ۳۔ نصاب بنیادی معلومات شائع کردہ مجلس انصار اللہ صفحہ ۱ تا صفحہ ۳۷

تمام زعماء / زعماء اعلیٰ سے گزارش ہے کہ وہ اس نصاب کی تیاری کروائیں۔ نیز امتحان کے لئے جتنے پرچے مطلوب ہوں اس سے دفتر کو مطلع کریں تاکہ بروقت پرچہ طبع کرا کر بھجوایا جا سکے۔

کتاب تجلیات الٰہیہ الشرکۃ الاسلامیہ ربوہ سے حاصل کی جا سکتی ہے۔

قائد تعلیم مجلس انصار اللہ مرکزیہ

مکرم پروفیسر سعود احمد صاحب ایم۔ اے

میدانِ جنگ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا خُلقِ عظیم

(۲)

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم صحابہؓ کو جنگ میں جانے کے آداب بھی سکھاتے تھے کہ

اُغْزُوْا بِسْمِ اللّٰہِ وَ قَاتِلُوْا
فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَ لَا تَغْدِرُوْا
وَ لَا تَقْتُلُوْا وَلِیْدًا وَّلَا امْرَأَۃً
وَلَا تَقْتُلُوْا اَصْحَابَ الصَّوَامِعِ
وَ لَا تَقْتُلُوْا شَیْخًا فَانِیًا وَّ
اَسْلِمُوْا وَ اَحْسِنُوْا اِنَّ اللّٰہَ
یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ[1]

اے مسلمانو! اللہ کا نام لے کر دین کی حفاظت کی نیت سے ساتھ جنگ کرو۔ مگر خبردار بددیانتی نہ کرنا اور نہ دشمنوں کے مقتولوں کا مثلہ کرنا نہ بچوں اور عورتوں اور نہ مذہبی عبادت گاہوں میں رہنے والوں کو اور بوڑھوں کو قتل نہ کرنا۔ ملک میں اصلاح کرنا اور لوگوں کے ساتھ احسان کا معاملہ کرنا۔ اللہ محسنوں کو تو پسند کرتا ہے۔

یہ ہدایتیں ایسے حالات میں دیں جبکہ دشمن ان پر نہ صرف عمل نہ کرتا تھا بلکہ ان کی خلاف ورزی کرتا تھا۔ خود حضور پُر نور صلے اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی نعش کی بے حرمتی کی گئی۔ اور میدانِ جنگ میں کفار کے لشکر کے سالار کی بیوی نے ان کا کلیجہ نکال کر چبایا۔ اس کے مقابلہ میں آپ نے لوگوں کو صبر کی تعلیم دی اور فرمایا تم دشمن کی لاشوں کا مثلہ نہ کرنا۔ پھر فرمایا۔

وَ بَشِّرُوْا وَ لَا تُنَفِّرُوْا
وَ یَسِّرُوْا وَ لَا تُعَسِّرُوْا[2]

ایسا طریق اختیار کرو جس سے نفرت نہ پھیلے بلکہ لوگوں کے لئے آسانیاں پیدا ہوں اور لوگوں کو مشکلات میں نہ ڈالو

---

[1] صحیح مسلم

[2] ابوداؤد، صحیح مسلم۔

حضور نے تاکید فرمائی کہ لشکر اس طرح چلے کہ لوگوں کا راستہ نہ رکے۔ فصلوں کو خراب مت کرو درخت نہ کاٹو۔ شور و غل نہ مچاؤ۔ باوقار ہو کر ذکر الٰہی کرتے ہوئے چلو۔ جب آپؐ خود لڑائی میں شرکت کے لئے جاتے تو چڑھائی چڑھتے وقت تکبیر بلند فرماتے۔ اور اترائی کے وقت تسبیح الٰہی کرتے۔ میدان میں مقابلہ زوروں پر ہے۔ ایک دوسرے کو قتل کیا جا رہا ہے لیکن ہمارا رحیم و شفیق آقا فرماتا ہے۔ دیکھنا کسی کے منہ پر ضرب نہ لگاؤ۔ مسلمانوں کو ضرب لگانے میں نرم دل ہونا چاہیئے[1] دشمن کم سے کم قتل ہوں اور اگر زخمی ہوں تو اپاہج نہ ہو جائیں۔ دس سال تک متواتر دشمنوں کے حملوں کا مقابلہ کرتے رہنے کے باوجود اسی ۸۰ سے زائد معرکوں میں مسلمانوں نے کافروں کا جو زیادہ سے زیادہ جانی نقصان کیا اس کی کل تعداد ایک ہزار بنتی ہے اور اتنی ہی تعداد میں خود بھی شہید ہوئے۔ گویا ٹائن بی کا اعتراض باطل ہو گیا کہ اپنے مشن کی خاطر خون کی قربانی نہ دی۔ تو اس اعتبار سے بھی مسلمان کسی سے پیچھے نہ تھے کہ چمنستانِ حق کی اپنے خون سے آبیاری کی جائے۔ پس فرق صرف اتنا ہے کہ خونِ شہادت بے کسی و ناداری میں ہی نہیں دیا تھا کہ کوئی یہ شبہ نہ کرے کہ آیا یہ خون مرضی سے دیا یا مجبوری میں دیا بلکہ طاقت رکھتے ہوئے اور پھر اس دنیا کو حقیر جانتے ہوئے حق کی خاطر جان قربان کی۔ دس سال کی اسی ۸۰ جنگوں میں دشمنوں پر فتح یاب ہونے کے باوجود صرف دشمن کے ہزار آدمیوں کا مارا جانا ثابت کرتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی جنگوں کا مقصد دشمنوں کو مارنا نہ تھا بلکہ دشمنوں کے حملوں کو یا اس کی جنگی کارروائیوں کو انتہائی طور پر محدود کر کے انسانی جان کو زیادہ سے زیادہ محفوظ کرنا تھا۔ ہمارے آقا و مولیٰ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ڈیڑھ ہزار سال قبل یہ احساس یقیناً آج بھی شرفِ انسانیت کے قیام کے لحاظ سے زیادہ جدید اور زیادہ انسان دوستی کا مظہر ہے۔ جیسے روث کرانسٹن Ruth Cranston ایک امریکن خاتون دانشور نے اپنی کتاب World Faith. میں تسلیم کیا ہے

"یقیناً چودہ کروڑ کی عیسائی قوم (ریاستہائے متحدہ امریکہ ناقل) کو جس نے ایک بم (ایٹم ناقل) سے ایک لاکھ بیس ہزار شہریوں (ہیروشیما کے باشندوں ناقل) کو نہایت بے دردی سے ہلاک کر دیا۔ ہرگز یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ ایسے پیشوا کی جنگوں کو محل تنفر ٹھہرائے۔ جس نے زیادہ سے زیادہ ایک وقت میں پانچ آدمی بھی نہ مارے ہوں گے۔ عرب کے نبی نے خون ریزی اور جہالت کے دور کی ساتویں صدی میں جو جنگ سے متعلق ہدایات دیں

---

[1] بحوالہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ کی تصنیف سیرت خاتم النبیین حصہ دوم الشرکۃ الاسلامیہ ربوہ

وہ آج بیسویں صدی کے اس ترقی یافتہ
دور میں بھی بلا شک وشبہ پاکیزہ تر دکھائی
دیتی ہیں سلہ

ایک فاتح قوم کا کردار سب سے زیادہ سفاکانہ
اس وقت ہوتا ہے۔ جب وہ میدانِ جنگ میں دشمن
کو مغلوب کر کے شہر میں داخل ہوتی ہے۔ لیکن رحمۃ للعالمین
ہمارے رؤف و رحیم آقا نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم
نے مکہ فتح کیا تو کس طرح؟ کہ نہ قتلِ عام ہے نہ لوٹ
مار کا بازار گرم ہے۔ مکین اپنے مکانوں میں امن سے
بیٹھے ہیں اور فاتح جرنیل نہایت عاجزی کے ساتھ
خانہ کعبہ کا طواف کر رہا ہے۔ اور اگرچہ وہ اونٹ
پر بیٹھا تھا۔ لیکن سجدہ کرتے وقت اس کا سر کاٹھی
سے جا لگتا تھا۔ اسی مکہ میں جہاں آپ کی زندگی
اجیرن بنائی گئی۔ آپ کے اصحاب کو مارا پیٹا گیا۔
بعض کو بے دردی سے شہید کیا گیا۔ اسی کعبہ کی
سیڑھیوں پر جہاں آپ کو عبادت کرنے سے روکا
جاتا تھا جہاں آپ کو جسمانی ایذائیں پہنچائی گئیں۔
کھڑے ہو کر اپنے ظالموں کو خطاب کیا تو کہا

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ
لَا شَرِیْکَ لَہٗ صَدَقَ وَعْدَہٗ
وَنَصَرَ عَبْدَہٗ وَھَزَمَ الْاَحْزَابَ

وَحْدَہٗ سلہ

کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے جو ایک ہے
اور اس کا کوئی شریک نہیں۔ اپنے وعدہ
کو اس نے سچا کیا اور اپنے بندہ کی مدد
فرمائی۔ اور تنہا اس نے (اپنے بندے
کے) دشمنوں کے لشکروں کو شکست دی

یعنی اپنی فتح کو بھی اللہ کی فتح قرار دیا۔ خود کو ایک
عاجز بندہ کہا جو اللہ کی مدد کے بغیر کچھ نہ کر سکتا
ہو۔ یہ اعلان اس حالت میں کیا جبکہ آپ دس ہزار کے
لشکر کے درمیان کھڑے تھے۔ مگر یہ لشکر ہی کب تھا
آپ تو دس ہزار قدوسیوں کے جلو میں کھڑے تھے
برٹرانڈ رسل ظالموں کو سزا دینے کے لئے ایک قوم کے
وسپاٹزم کی بات کرتا ہے۔ لیکن انسانیت کا محسنِ اعظم
اپنی فتح کے نقطۂ عروج میں یوں گوہر افشاں ہے۔

"اے لوگو! جس باپ دادا کے فخر
یا خون یا مال کا دعوےٰ کیا جائے وہ
میرے ان دو قدموں کے نیچے ہے۔
...... اے قریش (یاد رہے آپ بھی
قریشی تھے اور اس زمانہ میں قبیلہ بطور
ایک قوم کے گردانا جاتا تھا) اللہ نے تم
سے زمانہ جاہلیت کے نخوت اور غرور اور
فخر کو دور کر دیا جو باپ دادا کے نام پر

سلہ World Faith روتھ کرانسٹن
ناشر Harper & Brothers
New York P. 155 1949.

سلہ سیرت ابن ہشام مترجمہ شیخ اسماعیل پانی پتی مقبول
اکیڈمی لاہور ۹۹۰

کیا جاتا تھا۔ سب لوگ آدم کی اولاد
ہیں اور آدم کی پیدائش مٹی سے تھی۔
يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ
مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَى وَجَعَلْنَاكُمْ
قَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ
عِنْدَ اللّٰهِ أَتْقَاكُمْ (اے انسانو!
تم کو مرد اور عورت سے پیدا کیا۔ اور
قبائل میں صرف اس لئے تقسیم کیا کہ
ایک دوسرے کی شناخت ہو سکے۔ یقیناً
تم میں سے بہتر وہی ہے جو اللہ تعالیٰ
کا تقویٰ اختیار کرے۔

اور پھر ان حق کے دشمنوں کو اور اپنے خون کے پیاسوں کو أَنْتُمُ الطُّلَقَاءُ لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ فرما کر معاف بھی کر دیا۔ (یعنی جاؤ تم آزاد ہو۔ تم پر کوئی گرفت نہیں) [1]

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے خلق عظیم عطا فرمایا تھا۔ آپ خوش خلق ہی نہ تھے بلکہ آپ اسوہ حسنہ کے مقام پر فائز تھے۔ یہ انتہائی مشکل ذمہ داری تھی جو قیامت تک کے انسانوں کے لئے آپ کی ذات ستودہ صفات پر ڈالی گئی تھی۔ اگر آپ نبی نہ تھے۔ جیسے آپ کے مخالفین کہتے ہیں۔ اور آپ ایک جنگجو فاتح تھے۔ تو آخر وہ کونسی طاقت تھی جو آپ کو ضابطہ اخلاق دینے پر مجبور کرتی۔ اور اس پر مستزاد یہ کہ اسوہ ہونے کی ذمہ واری بھی آپ پر ڈالی گئی۔ اور آپ نے بطیب خاطر اس کو قبول کیا۔ اس وقت تمام دنیا میں کوئی ضابطہ اخلاق موجود نہ تھا۔ یورپ میں جنگ کا ضابطہ اخلاق موجود نہ تھا۔ یورپ میں جنگ کا ضابطہ اخلاق گروشیس نے دیا جس کا حوالہ اوپر پیش کیا گیا۔ اور وہ ۱۵۸۳ء میں پیدا ہوا اور ۱۶۴۵ء میں فوت ہوا۔ گویا ایک ہزار سال بعد یورپ کو اس ضابطہ اخلاق کا خیال آیا۔ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے عرب کے امیوں کو اس حالت میں دے دیا۔ جب وہ دنیا کی انتہائی وحشی قوم سمجھے جاتے تھے۔

قرآن مجید میں کوئی ستر چھتر بار جہاد کا ذکر ہے۔ اور ہر بار کوئی نہ کوئی اخلاقی بندش مسلمانوں پر عائد کر دی گئی۔ بلکہ اس کا پہلا اطلاق خود ہمارے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم پر ہوا۔ کیونکہ آپ اسوۂ حسنہ تھے اصولی طور پر ضابطہ اخلاق پر قائم رہنے کے بارے میں تعلیم ہے۔

وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ الَّذِينَ
يُقَاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ
اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ [2]
یعنی اللہ کی راہ میں صرف ان سے جنگ
کرو جو تم سے جنگ کرتے ہیں۔ مگر دیکھنا
زیادتی نہ کرنا۔ اللہ تعالیٰ زیادتی کرنے
والوں کو پسند نہیں کرتا۔

---

[1] ایضاً صفحہ ۴۹۹، ۵۰۰

[2] سورہ بقرہ آیت ۱۹۱

پھر فرمایا:۔

وَ اِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ
مَا عُوْقِبْتُمْ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ
لَهُوَ خَيْرٌ لِلصّٰبِرِيْنَ [1]

اگر تم نے زیادتی کرنے والوں کو سزا دینی ہو تو اتنی ہی دو جتنی زیادتی کی گئی۔ اور اگر صبر کرو تو یہ بہتر ہے۔

عموماً سزا دینے والا انتقام کے جذبہ میں ہوش و حواس کھو بیٹھتا ہے۔ فرمایا:۔

لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ
عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا
هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى [2]

کسی قوم کی دشمنی تم کو اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو۔ تم ایسا انصاف کرو جو تقوےٰ کے قریب ہو

جنگ پر جاتے ہوئے بھی اعتدال اور عدل کی تعلیم دی جا رہی ہے۔ اور پھر اعتدال وہ نہیں جو یونانی فلاسفر ہوزیس نے کہا

Expendiency is mother of justice, right and law

حق اور انصاف اور قانون تو اپنی مصلحت اور وقت کے تقاضے کی کوکھ سے

[1] سورہ نحل آیت ۱۲۷ [2] سورہ مائدہ آیت ۹

جنم لیتے ہیں۔ [1]

گویا طاقتور کے مفاد میں جو کچھ کیا جائے وہی عین انصاف اور قانون ہے۔ لیکن اسلام اور قرآن مجید کی رُو سے عدل کا معیار اپنی صوابدید نہیں بلکہ اللہ کا تقوےٰ ہے۔

جنگِ بدر کا میدان ہے مکہ کے ایک ہزار کفار مقابلہ میں ۳۱۳ مومنین کو خونخوار نظروں سے دیکھتے ہوئے فتح کے یقین کے ساتھ اس وقت کا انتظار کر رہے ہیں۔ جب وہ ان سب کو تہ تیغ کر دیں گے انہی کا ایک گروہ پانی لینے چشمہ پر آتا ہے جس پر مسلمانوں کا قبضہ ہے۔ آج کل کی مہذب دنیا کے قانون کے مطابق نہ صرف ان کو پانی لینے سے روکا جا سکتا ہے بلکہ ان کی آزادی سلب کی جا سکتی ہے۔ ان کو مارا جا سکتا ہے تاکہ دشمن پر رعب پڑ جائے۔ لیکن ہمارے شفیق و رؤف آقا و مولیٰ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ان کو پانی سے مت روکو۔ وہ پانی لیتے ہیں اور اس وقت صحیح و سلامت واپس چلے جاتے ہیں۔ [2]

یاد رہے یہ وہی لوگ تھے جنہوں نے مکہ میں تین سال تک مسلمانوں کا بائیکاٹ کئے رکھا۔ اور کوئی کھانے پینے کی چیز شعب ابی طالب میں جہاں مسلمان پناہ گزین تھے

[1] بحوالہ گروٹیس The law of war and peace
[2] تاریخ طبری و ابن ہشام

نہ جانے دی۔ الٰہی حکم کے مطابق کہ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ کہ (جتنی تکلیف تم کو پہنچی اتنی سزا تم بھی دے سکتے ہو۔) ان کو پانی پینے سے روکا بھی جا سکتا تھا۔ لیکن خلق عظیم فیصلہ کرتا ہے۔ اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی (یعنی عدل کرو لیکن عدل ایسا ہو جو تقوےٰ کے قریب ہو) عقوبت کی اجازت کے باوجود وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ (اگر تم صبر کرو تو یہی بہتر ہے۔) پر عمل کرنا زیادہ مناسب سمجھتے ہیں۔

جنگِ اُحد میں دشمنوں نے آپ پر پتھر پھینکے۔ جس کی وجہ سے آپ کی پیشانی مبارک زخمی ہوئی۔ بازو پر چوٹ آئی۔ چار دانت شہید ہو گئے۔ صحابہ نے عرض کیا۔

"اے کاش ان بدبختوں کے لئے آپ بددعا ہی کریں"

آپ جواباً فرماتے ہیں۔

اِنِّیْ لَمْ اُبْعَثْ لَعَّانًا وَّلٰکِنْ بُعِثْتُ دَاعِيًا وَّرَحْمَةً۔ اَللّٰهُمَّ اهْدِ قَوْمِیْ اِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ[1]

میں کسی پر لعنت کرنے کے لئے نہیں بھیجا گیا۔ میں تو ان کے لئے رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ اے اللہ میری قوم کو ہدایت دے یہ نہیں جانتے (کہ کیا کر رہے ہیں)

یہ صبر کا غیر معمولی اور بے نظیر مظاہرہ ہے بیشک اُحد میں مسلمانوں کو عارضی ہزیمت ہوئی۔ اور آپ اور آپؐ کے اصحاب کو ایک گھاٹی میں پناہ لینا پڑی۔ اس وقت آپ کسی کو سزا تو نہیں دے سکتے تھے۔ لیکن ہاں بددعا تو کر سکتے تھے۔ لیکن یہاں تو عام نبی کے اخلاق نہیں سید الانبیاء کا خُلق ہے۔ آپ صرف تمام انسانوں کے لئے ہی اسوہ حسنہ نہیں بلکہ خاتم النبیین ہیں۔ آپؐ تو نبیوں کے لئے اسوہ ہیں اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

غرض ہر اس جگہ جہاں انسانی کمزوری جنگ کی اجازت کو ظلم اور زیادتی میں بدل سکتی ہے۔ وہیں حضور انور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ ہماری راہ نمائی کو موجود ہے۔ قاعدہ ہے اور جمہوری آزاد ممالک کا بھی دستور ہے کہ جنگ کی تیاریوں کے وقت فوراً ہنگامی حالت کا اعلان کر دیا جاتا ہے۔ اس وقت یوفیس کا یہ قول گویا آسمانی ہدایت کی جگہ لے لیتا ہے۔

For a king or a free state nothing is wrong what is to their advantage

ایک بادشاہ یا ریاست کے لئے کوئی فعل ناجائز نہیں بشرطیکہ وہ ان کے نفع میں ہو[1]

۱؎ صحیح مسلم

۱؎ گروٹیئس The law of war and peace دیباچہ ص۳

اس اصول کے مطابق عوام کے تمام حقوق سلب کر لئے جاتے ہیں۔ جبکہ حکمران طبقہ اپنے آپ کو قانون سے بالا سمجھنے لگتا ہے۔ لیکن رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم جو حکم دیتے اس کی ادائیگی میں اپنے فرض یعنی اسوۂ حسنہ کو بھول نہیں سکتے تھے۔ اور اس طرح جو حکم عوام کو دیا جاتا اس کی بجا آوری خود بھی فرماتے۔

جنگِ احزاب میں فیصلہ ہوتا ہے کہ مدینہ کی حفاظت کے لئے خندق کھودی جائے۔ سب صحابہ مزدوروں کی طرح کام کر رہے ہیں۔ کدالیں چل رہی ہیں۔ ٹوکریاں اٹھائی جا رہی ہیں۔ سب کے سر اور کپڑے گرد آلود ہو گئے ہیں۔ نہ شکوہ ہے نہ شکایت سب ہشاش بشاش ہیں۔ آخر صحابہ میں یہ جوش و خروش اور یہ کام کی لگن کیسے پیدا ہوئی؟ اوّلین و آخرین کے سردار سرورِ کائنات فخرِ موجودات لولاک لما خلقت الافلاک کے مصداق ہمارے پیارے آقا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان میں سے ایک ہو کر برابر کا ہاتھ بٹا رہے ہیں۔ اور رجز بھی پڑھ رہے ہیں۔ جن میں نہ فخر ہے نہ مباہات نہ دشمن کو مار گرانے کا اظہار نہ فتح کی خواہش۔ یہاں بھی دنیا سے بے رغبتی اور عاجزی اور انکساری موجود ہے۔ آپ اس وقت یہ رجز پڑھ رہے تھے۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّ الْعَیْشَ عَیْشُ الْاٰخِرَۃ
فَاغْفِرِ الْاَنْصَارَ وَالْمُھَاجِرَۃ

اصل عیش و آرام تو آخرت کا ہے۔
اے خدا انصار اور مہاجرین کو بخش
دے ۱؎

ہر میدان میں اللہ تعالےٰ کی نصرت سے آپ فتح یاب ہوئے۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ آپ کا رویہ اور کردار فتح کے موقعہ پر دوسرے فاتحین سے بالکل مختلف رہا۔ فاتح فوج کی سب سے بڑی کمزوری مال غنیمت ہوتا ہے۔ حضور یہ جانتے تھے کہ آپ کے مجاہدین جان کی قربانی کے جذبہ سے سرشاری میں اپنے مال بھی قربان کرتے ہوئے میدان میں آئے ہیں۔ ہتھیار بھی خود مہیا کئے۔ سواری کا بھی خود انتظام کیا۔ خوراک بھی اپنے ساتھ لائے۔ اور بعض یہ تمام لوازمات اپنے علاوہ دوسروں کو بھی مہیا کرتے۔ پیچھے جو کچھ کاروباری نقصان تھا وہ الگ ہو چکا تھا۔ ایسی صورت میں ایک جنگجو فاتح خاص طور سے اس زمانہ میں جبکہ تنخواہ دار فوج کا انتظام نہ تھا۔ اپنے لشکر کو مال غنیمت کا لالچ ہی دیا کرتا تھا لیکن حضور انور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمان یہ تھا

”جو مجاہدین خدا کی راہ میں لڑتے ہیں اور پھر ان کو کوئی مال غنیمت ہاتھ لگتا ہے تو دو تہائی ثواب آخرت کم ہو جاتا ہے۔ اور صرف ایک تہائی ثواب

۱؎ بخاری حالات غزوۂ خندق

ملتا ہے۔ اور اگر کوئی غنیمت نہ ملے۔
تو پورا ثواب ملتا ہے [1]

حالانکہ مال غنیمت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے خود حضور انور کا بھی ۱/۵ حصہ مقرر تھا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی آپ پر ذوی القربیٰ۔ یتامیٰ۔ مساکین اور ابن سبیل کی خبر گیری کی بھی ذمہ واری تھی اور زیادہ تر یہ خمس آپ انہی پر خرچ کرتے تھے۔ اپنے ساتھ اپنے اہل وعیال وعیال کو بھی ان دنیوی اموال سے بے رغبتی کا سبق دیتے تھے۔ چنانچہ جب جنگی قیدی مسلمانوں میں کفالت کے لئے تقسیم ہوتے تو لامحالہ ان کی وجہ سے ان کے نگرانوں کے گھروں میں کام کاج سرانجام پانے میں آسانی پیدا ہو جاتی۔

ایک دفعہ ایسی سہولت خود حضور کی صاحبزادی خاتون جنت حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا نے مانگی تو دنیا گواہ ہے کہ باقی مسلمان خواتین تو قیدی عورتیں اپنے ساتھ لے جا رہی تھیں۔ لیکن آپ نے اپنے جگر گوشہ کو بجائے مددگار قیدی عورت دینے کے سبحان اللہ الحمد للہ۔ اللہ اکبر کا وظیفہ بتا دیا۔ اس لئے کہ اصل اطمینان تو تسبیح و تحمید و تکبیر یعنی ذکر الٰہی میں ہے۔

---

[1] حدیث ابوداؤد کتاب الجہاد

مجلس انصار اللہ میں شمولیت

ایمان کی حفاظت کا ذریعہ ہے۔

—— (مرسلہ پروفیسر عبدالرشید صاحب غنی قائد مال مجلس انصار اللہ) ——

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی مصلح موعود رضی اللہ عنہ احباب جماعت کو نصیحت فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:۔

"ان مجالس میں شامل ہونا درحقیقت اپنے ایمان کی حفاظت کرنا اور ان ذمہ واریوں کو ادا کرنا ہے جو خدا اور اس کے رسول کی طرف سے ہم پر عائد ہیں۔ اور خدا اور اس کے رسول نے جو احکام دیئے ہیں۔ ان کے نفاذ اور اجرا میں حصہ لینا صرف میرا فرض نہیں بلکہ ہر شخص کا فرض ہے"

(خطبہ جمعہ ۲۶ جولائی ۱۹۴۰ء)

ممبران انصار اللہ توجہ فرمائیں کیا اس ارشاد کی کماحقہ تعمیل ہو رہی ہے۔

مکرم مولوی محمد صدیق صاحب امرتسری ایم۔اے

نذرانۂ عقیدت بحضور سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وسلم

جنہیں ہے عشق محبوبِ خدا سے
انہیں ہو خوف کیا اہلِ جفا سے

محمّد رَحْمَةٌ لِلْعَالَمِیْن ہیں
لقب ان کو ملا ہے یہ خدا سے

کرے گا جو گدائی ان کے دَر کی
اماں پائے گا وہ ہر اک بلا سے

حیاتِ جاوداں اس کو ملے گی
فقط آبِ بقائے مصطفٰےؐ سے

نہیں ملتا خزینوں میں شہوں کے
جو مل سکتا ہے اس در کے گدا سے

منوّر ہیں فضائیں دو جہاں کی
شہنشاہِ دو عالم کی ضیا سے

وہی ہیں وجہِ تخلیقِ دو عالم
مشیّت تھی یہ حق کی ابتدا سے

یہ دنیا ہیچ تھی ان کی نظر میں
رہا کام ان کو مولیٰ کی رضا سے

اٹھایا اپنے کندھوں پر خوشی سے
نہ اٹھا بوجھ جو ارض و سما سے

ہزاروں آفتاب و ماہ و انجم
منوّر ہیں اسی شمس الضحیٰ سے

نہیں ہیں وہ خدا لاریب لیکن
جدا بھی وہ نہیں اپنے خدا سے

تواتر سے درود اس پر وہ بھیجیں
جو ہیں دیدارِ احمدؐ کے پیاسے

مکرم اخوند فیاض احمد خان صاحب

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کارنامے

(۵)

الحکمۃ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نہ صرف قرآن مجید کی عام تعلیم اوامر و نواہی پر زور دیا بلکہ بے شمار دقائق اور امور حکمت سے بھی دنیا کو آگاہ فرمایا ایسے امور حکمت جو پہلے کسی مفسر قرآن نے بیان نہیں کئے تھے۔ ایک مقام پر حضور فرماتے ہیں :-

"اے بندگان خدا! یقیناً یاد رکھو کہ قرآن شریف میں غیر محدود حقائق و معارف کا اعجاز ایک کامل اعجاز ہے جس نے ہر ایک زمانہ میں تلوار سے زیادہ کام کیا ہے۔ اور ہر ایک زمانہ اپنی نئی حالت کے ساتھ جو کچھ شبہات پیش کرتا ہے یا جس قسم کے اعلیٰ معارف کا دعوےٰ کرتا ہے اس کی پوری مدافعت . . . . . . اور پورا پورا مقابلہ قرآن شریف میں موجود ہے۔ کوئی شخص برہمو یا بدھ مذہب والا یا آریہ یا کسی اور رنگ کا فلاسفی کوئی ایسی الٰہی صداقت نکال نہیں سکتا جو قرآن شریف میں پہلے سے موجود نہ ہو۔ قرآن شریف کے عجائبات کبھی ختم نہیں ہو سکتے۔ اور جس طرح صحیفہ فطرت کے عجائب و غرائب خواص کسی پہلے زمانہ تک ختم نہیں ہو چکے بلکہ جدید در جدید پیدا ہوتے جاتے ہیں یہی حال ان صحائف مطہرہ کا ہے تا خدائے تعالےٰ کے قول و فعل میں مطابقت ثابت ہو۔ اور میں اس سے پہلے لکھ چکا ہوں کہ قرآن شریف کے عجائبات اکثر بذریعہ الہام میرے پر کھلتے رہتے ہیں۔ اور اکثر ایسے ہوتے ہیں کہ تفسیروں میں ان کا نام و نشان نہیں پایا جاتا۔ مثلاً یہ جو اس عاجز پر کھلا ہے کہ ابتدائے خلقت آدم سے جس قدر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ بعثت تک مدت گزری تھی وہ تمام مدت سورۃ والعصر

کے اعدادِ حروف میں بحساب قمری مندرج ہے یعنی چار ہزار سات۔ سوچا ، میں اب بتلاؤ یہ دقائق قرآنیہ جس میں قرآن کریم کا اعجاز نمایاں ہے کس تفسیر میں لکھے ہیں۔" (ازالہ اوہام)

ایک اور مقام پر انسان کی طبعی اخلاقی اور روحانی حالتوں میں بتدریج ترقی اور اصلاح کے متعلق قرآن کی پُر حکمت تعلیم کا ذکر کرتے ہوئے حضور فرماتے ہیں:۔

"میں ابھی ذکر کر چکا ہوں کہ انسانی حالتوں کے سرچشمے تین ہیں یعنی نفسِ امارہ۔ نفسِ لوّامہ۔ نفسِ مطمئنہ۔ اور طریق اصلاح کے بھی تین ہیں۔

اوّل یہ کہ بے تمیز وحشیوں کو اس ادنیٰ خُلق پر قائم کیا جائے کہ وہ کھانے پینے اور شادی وغیرہ تمدنی امور میں انسانیت کے طریق پر چلیں۔ نہ ننگے پھریں اور نہ کتوں کی طرح مردار خوار ہوں۔ اور نہ کوئی اور بے تمیزی ظاہر کریں۔ یہ طبعی حالتوں کی اصلاحوں میں سے ادنےٰ درجہ کی اصلاح ہے۔ یہ اس قسم کی اصلاح ہے کہ اگر مثلاً پورٹ بلیئر کے جنگلی آدمیوں میں سے کسی آدمی کو انسانیت کے لوازم سکھانا ہو تو پہلے ادنےٰ ادنےٰ اخلاقِ انسانیت اور طریق ادب کی ان کو تعلیم دی جائے۔

دوسرا طریق اصلاح کا یہ ہے کہ جب کوئی ظاہری آداب انسانیت کے حاصل کر لیوے تو اس کو بڑے بڑے اخلاق انسانیت کے سکھلائے جائیں اور انسانی قوتے میں جو کچھ بھرا پڑا ہے۔ ان سب کو محل اور موقعہ پر استعمال کرنے کی تعلیم دی جائے۔

تیسرا طریق اصلاح کا یہ ہے کہ جو لوگ اخلاق فاضلہ سے متصف ہو گئے ہیں ایسے خشک زاہدوں کو شربتِ محبت اور وصل کا مزہ چکھایا جائے۔

یہ تین اصلاحیں ہیں جو قرآن شریف نے بیان فرمائی ہیں۔"

(اسلامی اصول کی فلاسفی)

غرض حضور نے علمی اور عملی دونوں میدانوں میں اپنی جماعت اور تمام دنیا کی راہ نمائی کے لئے قرآن مجید کی نہایت لطیف اور پُر حکمت تعلیمات کو بے حد خوبصورت اور دلکش انداز میں پیش فرمایا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صرف اسی کارنامہ کو کسی قدر تفصیل سے بیان کرنے کے لئے بہت وقت کی ضرورت ہے۔ دنیا میں قرآنی تعلیمات کی حکمت اور فلاسفی کی فضیلت کے اظہار میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ جو کامیابی حاصل کی، اس کے بارہ میں حضور کی وفات پر اخبار وکیل کے ایڈیٹر جناب ابوالکلام آزاد

رقمطراز ہیں:

"وہ شخص بہت بڑا شخص جس کا قلم سحر تھا اور زبان جادو، جو شخص دماغی عجائبات کا مجسمہ تھا، جس کی نظر فتنہ اور آواز حشر تھی، جس کی انگلیوں سے انقلاب کے تار الجھے ہوئے تھے اور جس کی دو مٹھیاں بجلی کی دو بیٹریاں تھیں۔ وہ شخص جو مذہبی دنیا کے لئے تیس برس تک زلزلہ اور طوفان رہا۔ جو شورِ قیامت ہو کر خفتگانِ خوابِ ہستی کو بیدار کرتا رہا۔۔
۔۔۔ دنیا سے اٹھ گیا۔

مرزا غلام احمد قادیانی کی رحلت اس قابل نہیں کہ اس سے سبق حاصل نہ کیا جائے۔ ایسے لوگ جن سے مذہبی یا عقلی دنیا میں انقلاب پیدا ہو ہمیشہ دنیا میں نہیں آتے۔ یہ نازشِ فرزندانِ تاریخ بہت کم منظرِ عام پر آتے ہیں اور جب آتے ہیں تو دنیا میں ایک انقلاب پیدا کر کے دکھا جاتے ہیں۔"

(اخبار وکیل امرتسر مئی ۱۹۰۸ء)

جناب ایڈیٹر اخبار "وکیل" کی نگاہ درحقیقت اس عظیم الشان انقلاب کی تفصیلات تک پہنچ گئی یا نہیں جس کی بنیاد قرآن مجید کی پُرحکمت تعلیمات کی روشنی اور الہامِ الٰہی کی متابعت میں حضور نے اپنی زندگی میں رکھ دی تھی۔ اور جو انقلاب آنے والے دنوں میں دنیا کے تمام دکھوں اور دردوں کا حقیقی علاج ثابت ہونے والا ہے۔ لیکن حضور کے موعود خلیفہ اور فرزند دلبند المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس انقلاب کی پوری تفصیلات سے بالآخر تمام دنیا کو آگاہ فرما دیا۔ کسی قدر تفصیل اس اجمال کی یہ ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی زندگی میں الٰہی تحریک کے ماتحت ایک "نظامِ وصیت" قائم فرمایا۔ اور بہشتی مقبرہ کی بنیاد رکھی۔ حضور اس مقبرہ کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:۔

"میں دعا کرتا ہوں کہ خدا اس میں برکت دے اور اسی کو بہشتی مقبرہ بنا دے اور یہ اس جماعت کے پاک دل لوگوں کی خواب گاہ ہو جنہوں نے درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم کر لیا۔ اور دنیا کی محبت چھوڑ دی اور خدا کے لئے ہو گئے۔ اور پاک تبدیلی اپنے اندر پیدا کر لی۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی طرح وفاداری اور صدق کا نمونہ دکھلایا۔ آمین یا رب العالمین۔

پھر میں دعا کرتا ہوں کہ اے میرے قادر خدا! اس زمین کو میری جماعت میں سے ان پاک دلوں کی قبریں بنا جو فی الواقعہ تیرے لئے ہو چکے اور دنیا کی اغراض کی ملونی ان کے کاروبار

میں نہیں آمین یا رب العالمین۔
میں پھر تیسری دفعہ دعا کرتا ہوں کہ اے میرے قادر کریم! اے خدائے غفور و رحیم! تو صرف ان لوگوں کو اس جگہ قبروں کی جگہ دے جو تیرے اس فرستادہ پر سچا ایمان رکھتے ہیں اور کوئی نفاق اور غرض نفسانی اور بدظنی اپنے اندر نہیں رکھتے۔ اور جیسا کہ حق ایمان اور اطاعت کا ہے بجا لاتے ہیں۔ اور تیرے لئے اور تیری راہ میں اپنے دلوں میں جان فدا کر چکے ہیں۔ جن سے تو راضی ہے اور جن کو تو جانتا ہے کہ وہ بکلی تیری محبت میں کھوئے گئے۔ اور تیرے فرستادہ سے وفاداری اور پورے ادب اور انشراحی ایمان کے ساتھ محبت اور جانفشانی کا تعلق رکھتے ہیں۔ آمین یا رب العالمین۔"

(الوصیت)

حضور اس عظیم الشان بہشتی مقبرہ میں مدفون ہونے کے لئے ایک شرط یہ تحریر فرماتے ہیں:۔

"دوسری شرط یہ ہے کہ تمام جماعت میں سے اس قبرستان میں وہی مدفون ہوگا جو یہ وصیت کرے جو اس کی موت کے بعد دسواں حصہ اس کے تمام ترکہ کا حسب ہدایت اس سلسلہ کے اشاعت اسلام اور تبلیغ احکام قرآن میں خرچ ہوگا۔ اور ہر ایک صادق کامل الایمان کو اختیار ہوگا کہ وہ اپنی وصیت میں اس سے بھی زیادہ لکھ دے۔ لیکن اس سے کم نہیں ہوگا۔"

فرمایا:۔

"خدا کا وعدہ ہے کہ وہ اس سلسلہ کو ترقی دے گا اور اس کے لئے امید کی جاتی ہے کہ اشاعت اسلام کے لئے ایسے مال بھی بہت اکٹھے ہو جائیں گے۔ اور ہر ایک امر جو مصالح اشاعت اسلام میں داخل ہے جس کی اب تفصیل کرنا قبل از وقت ہے۔ اور تمام امور ان اموال سے انجام پذیر ہوں گے۔"

نیز فرمایا:۔

"ان اموال میں سے ان یتیموں اور نو مسلموں کا بھی حق ہوگا۔ جو کافی طور پر وجوہ معاش نہیں رکھتے۔۔۔۔"

(الوصیت)

اس عجیب پر حکمت نظام کی فلاسفی پر روشنی ڈالتے ہوئے حضرت مصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

"اسلام نے ۔۔۔۔ زکوٰۃ اور عشر وغیرہ جبری ٹیکس بھی لگا دیئے۔ اور اس کے ساتھ ہی یہ بھی فرما دیا ہے وَأَنْفِقُوا فِي سَبِيلِ اللهِ وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ

اِلَى التَّهْلُكَةِ ۔ وَاَحْسِنُوْا
اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ○
(البقرہ ع ۲۴)

فرماتا ہے۔ تم مقررہ ٹیکس بھی دو مگر اس کے علاوہ ہم تم سے بعض طوعی ٹیکس بھی مانگتے ہیں۔ اور تمہارا فرض ہے کہ تم ان دونوں میں حصہ لو۔ چنانچہ ہم تمہیں حکم دیتے ہیں کہ اَنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ہمیشہ غرباء کی امداد کے لئے روپیہ دیتے رہو۔ وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ اور اپنے نفسوں کو ہلاکت میں مت ڈالو یعنی اے مالدارو! اگر تم اپنے زائد مال خوشی سے دے دوگے تو وہ زائد ہی ہیں۔ تم کو کوئی حقیقی نقصان نہ پہنچے گا۔ لیکن اگر ایسا نہ کروگے تو ہلاک ہوجاؤگے۔ یہ الفاظ کہہ کر اللہ نے روس کا پورا نقشہ کھینچ کر رکھ دیا ہے اور فرمایا ہے کہ اگر ایسا نہ کروگے تو جو زارِ روس اور روسی امراء یا فرانس کے امراء کا حال ہوا وہی تمہارا ہوگا۔ آخر عوام ایک دن تنگ آکر لوٹ مار پر اتر آئیں گے۔" فرمایا۔

"اللہ تعالیٰ اس آیت میں .... اشارہ فرماتا ہے کہ دیکھو ہم تمہیں حکم دیتے ہیں کہ اگر تمہارے پاس زائد مال ہو تو اسے خدا تعالیٰ کے راستہ میں خرچ کردیا کرو اور اپنی جانوں کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔ یعنی بے شک کماؤ تو خوشی سے مگر اس دولت کو اپنے گھر میں نہ جمع رکھا کرو۔ ورنہ کسی دن لوگ تمہارے خلاف اٹھ کھڑے ہوں گے۔ اور تم ہلاک ہوجاؤگے۔ پھر فرماتا ہے۔ وَاَحْسِنُوْا بلکہ اس سے بھی بڑھ کر نیکی کرو اور وہ اس طرح کہ تم خود اپنی ضرورتوں کو کم کرکے اور مال بچا کر خدا تعالیٰ کی راہ میں دے دیا کرو۔ مگر یاد رکھو کہ تم ایسا لوگوں سے ڈر کر نہ کرو بلکہ خوشی سے کرو۔ اگر تم ڈر کر کروگے تو غریبوں کی مدد تو ہوجائے گی مگر خدا خوش نہیں ہوگا۔ لیکن اگر خوشی سے یہ قربانی کروگے تو غریب بھی خوش ہوں گے۔ تم بھی ہلاکت سے بچ جاؤگے۔ اور اللہ بھی تم پر خوش ہوگا۔ پھر فرماتا ہے اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ۔ اگر تمہارے دل میں یہ خیال پیدا ہو کہ پھر ہماری کمائی کا صلہ ہم کو کیا ملا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس کا صلہ مال سے زیادہ ملے گا۔ وہ تمہارے پیدا کرنے والے خدا کی محبت ہے۔ تمہاری دنیا کے ساتھ تمہاری آخرت بھی درست ہوجائیگی۔

اور تم دونوں جہانوں میں آرام اور سُکھ سے زندگی بسر کرو گے۔ دیکھو! اس تعلیم کے ساتھ باوجود انفرادیت اور عائلیت جیسی ضروری چیزوں کی حفاظت کے وہ مقصد بھی پورا ہو جاتا ہے جسے بالشوازم پورا کرنا چاہتی ہے" (تقریر نظامِ نو)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قائم کردہ "نظامِ وصیت" کے بارے میں آپ فرماتے ہیں:۔

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے ماتحت اعلان فرمایا کہ اس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے ان لوگوں کے لئے جو حقیقی جنّت حاصل کرنا چاہتے ہیں یہ انتظام فرمایا ہے کہ وہ اپنی خوشی سے اپنے مال کے کم از کم دسویں حصّہ کی اور زیادہ سے زیادہ ⅓ حصّہ کی وصیت کر دیں۔ اور آپ فرماتے ہیں۔ کہ ان وصایا سے جو آمد ہوگی۔ وہ "ترقی اسلام اور اشاعتِ علم قرآن و کتب دینیہ اور سلسلہ کے واعظوں کے لئے" خرچ ہوگی۔

اسی طرح "ہر ایک امر جو مصالح اشاعتِ اسلام میں داخل ہے جس کی اب تفصیل کرنا قبل از وقت ہے۔ وہ تمام امور ان اموال سے انجام پذیر ہوں گے۔"

یعنی اسلام کی تعلیم کو دنیا میں قائم اور راسخ کرنے کے لئے جس قدر امور ضروری ہیں اور جن کی تعبیر کرنا قبل از وقت ہے۔ ہاں اپنے زمانہ میں کوئی اور شخص ان کو کھولے گا ان تمام امور کی سرانجام دہی کے لئے یہ روپیہ خرچ کیا جائے گا۔

یہ وہ تعلیم ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دی۔ آپ صاف فرماتے ہیں کہ ہر ایک امر جو مصالح اشاعتِ اسلام میں داخل ہے اور جس کی اب تفصیل کرنا قبل از وقت ہے۔ اس پر یہ روپیہ خرچ کیا جائے گا۔ اس کا صاف مطلب یہ تھا کہ ایسے امور بھی ہیں جن کو ابھی بیان نہیں کیا جا سکتا۔ اور یہ کہ عنقریب وہ زمانہ آنے والا ہے۔ جب دنیا چلّا چلّا کر کہے گی کہ ہمیں ایک نئے نظام کی ضرورت ہے۔ تب چاروں طرف سے آوازیں اٹھنی شروع ہو جائیں گی کہ آؤ ہم تمہارے سامنے ایک نیا نظام پیش کرتے ہیں۔ روس کہے گا آؤ! میں تم کو نیا نظام دیتا ہوں۔ انگلستان کہے گا آؤ! میں تم کو نیا نظام دیتا ہوں۔ جرمنی اور اٹلی کہے گا آؤ

میں تم کو ایک نیا نظام دیتا ہوں
امریکہ کہے گا آؤ! میں تم کو ایک
نیا نظام دیتا ہوں۔ اس وقت
میرا آقا مقام ...... کہے گا کہ
نیا نظام الوصیت میں موجود ہے
اگر دنیا فلاح اور بہبود کے راستہ
پر چلنا چاہتی ہے۔ تو اس کا ایک
ہی طریق ہے۔ اور وہ یہ کہ الوصیت
کے پیش کردہ نظام کو دنیا میں
جاری کیا جائے۔"

(تقریر نظام نو)

فرمایا:-

"یہ نظام ملکی نہ ہوگا بلکہ بوجہ مذہبی
ہونے کے بین الاقوامی ہوگا۔ انگلستان
کے سوشلسٹ وہی نظام پسند
کرتے ہیں جس کا اثر انگلستان تک
محدود ہو۔ روس کے بالشویک وہی
نظام پسند کرتے ہیں جس کا اثر
روس تک محدود ہو۔ مگر احمدیت
ایک مذہب ہے وہ اس نئے
نظام کی طرف روس کو بھی بلاتی
ہے۔ وہ جرمنی کو بھی بلاتی ہے وہ
انگلستان کو بھی بلاتی ہے۔ وہ
امریکہ کو بھی بلاتی ہے وہ ہالینڈ
کو بھی بلاتی ہے وہ چین اور جاپان
کو بھی بلاتی ہے۔ پس جو روپیہ احمدیت
کے ذریعہ اکٹھا ہوگا وہ کسی ایک
ملک پر خرچ نہیں کیا جائے گا بلکہ
ساری دنیا کے غریبوں کے لئے خرچ
کیا جائے گا۔ وہ ہندوستان کے
غرباء کے بھی کام آئے گا۔ وہ چین
کے غرباء کے بھی کام آئے گا۔ وہ
جاپان کے غرباء کے بھی کام آئے گا۔
وہ افریقہ کے غرباء کے بھی کام آئیگا۔
وہ عرب کے غرباء کے بھی کام آئے گا۔
وہ انگلستان۔ امریکہ۔ اٹلی۔ جرمنی اور
روس کے غرباء کے بھی کام آئے گا۔

(ایضاً)

فرمایا:-

"یہ وہ نظام نو ہے جس کی بنیاد
جبر پر نہیں بلکہ محبت اور پیار پر ہے۔
اس میں انسانی حریت کو بھی ملحوظ رکھا
گیا ہے۔ اور اس میں انفرادیت اور
عائلیت جیسے لطیف جذبات کو بھی برقرار
رکھا گیا ہے۔" (ایضاً)

نیز فرمایا:-

"خلاصہ یہ کہ ...... وصیت حاوی
ہے اس تمام نظام پر جو اسلام نے
قائم کیا ہے ...... جب وصیت کا
نظام مکمل ہوگا تو صرف تبلیغ ہی اس

سے نہ ہوگی بلکہ اسلام کے منشا کے ماتحت ہر فرد بشر کی ضرورت کو اس سے پورا کیا جائے گا اور دکھ اور تنگی کو دنیا سے مٹا دیا جائے گا انشاء اللہ۔ یتیم بھیک نہ مانگے گا۔ بیوہ لوگوں کے آگے ہاتھ نہ پھیلائے گی۔ بے سامان پریشان نہ پھرے گا۔ کیونکہ وصیت بچوں کی ماں ہوگی۔ جوانوں کی باپ ہوگی عورتوں کا سہاگ ہوگی۔ اور جبر کے بغیر محبت اور دلی خوشی کے ساتھ بھائی بھائی کی اس کے ذریعہ مدد کرے گا۔ اور اس کا دینا بے بدلہ نہ ہوگا بلکہ ہر دینے والا خدا تعالیٰ سے بہتر بدلہ پائیگا۔ نہ امیر گھاٹے میں رہے گا نہ غریب۔ نہ قوم قوم سے لڑے گی۔ بلکہ اس کا احسان سب دنیا پر وسیع ہوگا۔ (ایضاً)

پس کتنا عظیم الشان اور پُر حکمت علاج تمام دنیا کے دکھوں اور دردوں کا قرآنی تعلیمات کی پیروی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نظام وصیت میں رکھ دیا گیا ہے۔ اور یقیناً یہ کارنامہ ارشادِ الہٰی

یُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ

کی عظیم الشان عملی تفسیر کا درجہ رکھتا ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى عَبْدِكَ الْمَسِيْحِ الْمَوْعُوْدِ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

اظہارِ تشکر

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"میں اس بات کے اظہار اور اس کے شکر کے ادا کرنے کے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کہ خدا تعالیٰ کے فضل نے مجھے اکیلا نہیں چھوڑا۔ میرے ساتھ تعلق اخوت پکڑنے والے اور اس سلسلہ میں داخل ہونے والے جس کو خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے قائم کیا ہے۔ محبت اور اخلاص کے رنگ سے ایک عجیب طور پر رنگین ہیں۔ نہ میں نے اپنی محنت سے بلکہ خدا تعالیٰ نے اپنے خاص احسان سے یہ صدق سے بھری ہوئی روحیں مجھے عطا کی ہیں۔"

(فتح اسلام ص۵۹)

ایثار کا ایک واقعہ

حضرت قاضی محمد یوسف صاحب فاروقی رضی اللہ عنہٗ اپنی کتاب "ظہور احمد موعود" میں تحریر فرماتے ہیں :-

" میرے قیام گورداسپور میں ایک واقعہ پیش آیا کہ ایک دفعہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب نے حضرت احمد سے عرض کی کہ حضور! لنگری کہتا ہے۔ کہ لنگر کا خرچ ختم ہوگیا ہے۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ بعض مخلص احباب کو متوجہ کیا جاوے۔ چند مخلص افراد کو امداد لنگر خانہ کے واسطے خطوط لکھے گئے۔ اور کئی مخلصوں کے جواب اور رقوم آئیں ان میں سے ایک واقعہ خاکسار کو یاد ہے کہ وزیر آباد کے شیخ خاندان سے جو مخلص احمدی تھے کا پسر جوان خط ملتے وقت فوت ہوا تھا۔ اور اس کے کفن دفن کے واسطے مبلغ دو سو روپے بغرض اخراجات اس کے پاس موجود تھے۔ اس نے اسی وقت ایک خط حضرت احمد کو لکھا۔ یہ خط ایک سبز کاغذ پر تحریر تھا جس کے عنوان میں لکھا تھا

اے خوشا مال کہ قربان مسیحا گردد

مبارک ہے وہ مال جو خدا کے مسیح کے لئے قربان کر دیا جائے۔

نیچے خط میں لکھا تھا کہ میرا نوجوان لڑکا طاعون سے فوت ہوا ہے۔ میں نے اس کی تجہیز و تکفین کے واسطے مبلغ ۲۰۰ روپے تجویز کئے تھے جو ارسال خدمت کرتا ہوں۔ اور لڑکے کو اسی کے لباس میں دفن کرتا ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

" اگر تم اپنے نفس سے درحقیقت مر جاؤ گے تب تم خدا میں ظاہر ہو جاؤ گے اور خدا تمہارے ساتھ ہوگا اور وہ گھر بابرکت ہوگا جس میں تم رہتے ہوگے۔ اور ان دیواروں پر خدا کی رحمت نازل ہوگی جو تمہارے گھر کی دیواریں ہیں اور وہ شہر بابرکت ہوگا جس میں ایسا آدمی رہتا ہوگا "

(الوصیت صـ۸)

اپنے پروگرام کے لئے روپیہ جمع کریں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالےٰ ممبران مجلس انصار اللہ کو ہدایت فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:۔

"میں سمجھتا ہوں جب تک انصار اللہ اپنی ترقی کے لئے صحیح طریق اختیار نہیں کرینگے اس وقت تک انہیں اپنے مقصد میں کامیابی حاصل نہیں ہوگی۔ مثلاً میں نے انہیں توجہ دلائی تھی کہ وہ اپنے کام کی توسیع کے لئے روپیہ جمع کریں اور اسے مناسب اور ضروری کاموں پر خرچ کریں۔ مگر میری اس ہدایت کی طرف انہوں نے کوئی توجہ نہیں کی۔

(خطبہ جمعہ ۲۲ اکتوبر ۱۹۴۳ء)

حضور رضی اللہ عنہ کی اس واضح ہدایت کی روشنی میں زعماء کرام مجلس انصار اللہ کا فرض ہے کہ وہ اپنی مجلس کے تمام ممبران کو بجٹ میں شامل کریں۔ نیز ہر ممبر کی صحیح آمد پر بجٹ تشخیص فرماویں۔

مرزا طاہر۔ صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ

اجتماعات

مکرم سید رفیق احمد صاحب ناظم انصار اللہ ضلع گجرات اطلاع دیتے ہیں کہ ۲۲ فروری سے ۲۴ فروری تک کوٹلی افغانان۔ مونگ اور رکھو کھر غربی میں مجلس انصار اللہ کے زیر اہتمام جلسہ ہائے یوم مصلح موعود منعقد کئے گئے۔ ناظم صاحب کے ساتھ اس دورہ میں نائب ناظم صف دوم چوہدری عنایت اللہ صاحب اور ڈاکٹر صوبیدار بدر عالم صاحب ہمراہ تھے۔ تینوں مقامات پر مستورات اطفال اور خدام نے بھی جلسوں میں شرکت کی ۔

مکرم منور احمد صاحب خالد قائد ذہانت و صحت جسمانی

پرچہ ذہانت مجلس انصار اللہ

اس پرچے کو حل کیجئے۔ اگلے ماہ کے شمارہ میں اس کا حل پیش کیا جائے گا جس کو دیکھ کر آپ خود معلوم کریں گے کہ آپ کس معیار پر ہیں۔

۱۔ آیت مکمل کریں ۔　مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ ....

۲۔ سورہ بقرہ کی پہلی سترہ آیات میں کن تین گروہوں کا ذکر ہے۔

۳۔ قرآن کریم میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نام محمدؐ کتنی بار آیا ہے۔

مکمل کریں۔

۴۔ یہاں تک کہ بادشاہ . . . .

۵۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے . . . .

۶۔ پھر بہار آئی . . . .

۷۔ میں اپنی جماعت کو رشیاہ کے علاقہ میں . . . . . .

۸۔ مجلس انصار اللہ کے پہلے صدر کا نام ؟

۹۔ ہماری جماعت کا نام جماعت احمدیہ کس سنہ کی مردم شماری کے موقعہ پر رکھا گیا۔

۱۰۔ مجلس انصار اللہ کے موجودہ صدر کا نام۔

۱۱۔ مندرجہ ذیل اشاروں سے شخصیت پہچانئے۔ جلسہ سالانہ۔ جامعہ احمدیہ

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی ۔ ۲۴ اپریل ۱۹۲۳ء۔

۱۲۔ ۲۲ سیر گھی میں کیا جمع کیا جائے کہ وہ اپنی جنس حجم اور اعداد تینوں لحاظ سے دگنا ہو جائے۔

۱۳۔ ایک دودھ والے کے پاس ۸ سیر دودھ کا برتن بھرا ہوا ہے۔ اس کے پاس ۵ سیر اور ۳ سیر کے دو برتن بھی موجود ہیں۔ مگر گاہک نے اس سے ۴ سیر دودھ طلب کیا۔ بتائیے کہ وہ کس طرح دے گا۔

سالانہ اجتماع کے بعد

سو فیصد بجٹ ادا کرنے والی مجالس انصار اللہ

مندرجہ ذیل مجالس نے گزشتہ سالانہ اجتماع کے بعد اپنے ۱۹۷۸ء کے بجٹ بفضلِ خدا سو فیصد ادا کر دیئے ہیں۔ ان مجالس کی ضلع وار فہرست حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمتِ اقدس میں بغرض دعا پیش کی گئی۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بعد ملاحظہ اپنے دستِ مبارک سے تحریر فرمایا:-

"اللہ تعالیٰ احسن جزا دے"

اللہ تعالیٰ ان مجالس کو یہ اعزاز مبارک کرے اور اپنے فضلوں سے نوازے آمین

(قائد مال مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

○ ضلع فیصل آباد:- گوجرہ - ۳۰۰/ج ب - ۳۶۶/ج ب
جلیانوالہ - ۵۰۹/گ ب احمد آباد - ۱۹۴/ر ب لاٹھیانوالہ۔
۲۴۶/گ ب تاندلیانوالہ - ۱۲۱/ج ب حسن پور - ۸۴/گ ب - ۴۰/گ ب
جھامرہ - ۳۶/ر ب - ۲۴۴/گ ب - ۲۷۵/ر ب

○ ضلع شیخوپورہ:- آنبہ - ۱۱۷ جھور، منڈی مریدکے، سانگلہ ہل، بڑکے، کلسیاں ۳/۵۳ - ر ب
ساہوالہ۔ گھڑیال کلاں۔

○ ضلع لاہور:- اسلامیہ پارک، مغل پورہ، شاہدرہ
فیکٹری ایریا۔ ہانڈو گوجر۔

○ ضلع قصور:- قصور شہر

○ ضلع جھنگ:- ٹھٹھہ سندرانہ۔ ربوہ۔

○ ضلع سیالکوٹ:- ڈسکہ، عزیز پور ڈگری۔
رلیوکے، سیالکوٹ چھاؤنی، بھاگووال، بھڈال۔
بن باجوہ۔ کالیکے ناگرے۔ بیتے۔ گھنوکے ججہ۔
مالوکے بھگت۔ کوریوال، کھوکھروال۔ مانگا۔
چانگریال

○ ضلع گوجرانوالہ:- تلونڈی راہ والی، تلونڈی موسےخان، گرمولا ورکاں۔ نوشہرہ ورکاں۔
سادھوکے۔ کوٹ مرزا جان۔ چک پٹھان

○ ضلع سرگودھا:- ۳۵ شمالی، ۳۳ جنوبی۔
چاہ سردار والا، ساہی وال، ۹۹ شمالی، جوہر آباد۔

○ ضلع گجرات۔ گجرات شہر، منڈی بہاؤالدین۔

کھوکھر غربی۔ چک سکندر۔ دعوریہ۔ تبال۔ کھاریاں
ترکھ۔ سماعیلہ پوہڑانوالہ۔ چک ۹ گور بخش پورہ جبوکی
بنگلہ ۱۸/ع اسلام آباد

○ ضلع جہلم:۔ چکوال۔ ڈنڈوت۔ آرائیں
ضلع راولپنڈی:۔ چنگا بنگیال۔ ٹیکسلا۔ واہ
کینٹ۔ چونترہ

○ ضلع ملتان۔ پیراں غائب۔ خانیوال۔ لودھراں
۱۷۰/10-R نیل کوٹ۔ چاہ بھاگووال۔ ۳۹۰/W-B
ضلع وہاڑی:۔ ۵۴۹/E-R۔ ۱۹۰/E-B۔ ۱۴۴/10-R
○ ضلع ساہیوال:۔ ۳۰/11-L۔ قبولہ ۵۵/2-L محمود بوٹی
منڈی ہیرا سنگھ۔ اوکاڑہ چھاؤنی۔

○ ضلع مظفر گڑھ۔ ۳۴۷/T.D.A

○ ضلع ڈیرہ غازیخان۔ شادن لنڈ۔ راجن پور۔
چاہ اسمٰعیل والا۔ بستی سہرانی۔ بستی احمد پور۔ بشیر آباد۔

○ ضلع رحیم یار خاں۔ ۶۵/P
○ ضلع بہاولنگر:۔ بہاولنگر شہر۔ ۱۶۶/4-R
۱۶۸ مراد۔ ۲۰۶ مراد۔ ۹۲/6-R۔ ۱۰۳/6-R۔ ۳۰/3-R۔
۲۲۳/9-R۔ ۱۰ فورڈواہ۔ ۳۲۷/H-R۔ ۱۶۹ مراد۔ ۱۲/1-R
۱۰۲/6-R۔ ۲۷۸/H-R

○ صوبہ سرحد:۔ پشاور شہر۔ نوشہرہ چھاؤنی
بنوں شہر۔ کوہاٹ شہر

○ آزاد کشمیر:۔ مظفر آباد۔ دتیال۔ ننگیال۔

○ ضلع حیدر آباد:۔ کوٹ احمدیہ۔ نواز آباد۔
ٹنڈو محمد خان۔ ظفر آباد۔ نوکوٹ۔

○ ضلع نواب شاہ:۔ جوڑو۔ بھریا روڈ۔ گوٹھ
شیر محمد۔

○ ضلع تھرپارکر:۔ نصرت آباد۔ ناصر آباد۔ لطیف نگر
طارق آباد۔ مصطفےٰ فارم۔ گوٹھ شریف آباد۔
محمود آباد

○ ضلع خیرپور میرس:۔ گوٹھ تھے خان

○ ضلع جیکب آباد:۔ جیکب آباد شہر

○ ضلع دادو:۔ جوہی

(قائد مال مجلس انصار اللہ)

رسالہ انصار اللہ توسیع اشاعت
کیلئے
آپ کے تعاون کا محتاج ہے۔

خوشخبری

تمہیں خوشخبری ہو کہ قرب پانے کا میدان خالی ہے ۔ ہر ایک قوم دنیا سے پیار کر رہی ہے اور وہ بات جس سے خدا راضی ہو اس کی طرف دنیا کی توجہ نہیں ۔ وہ لوگ جو پورے زور سے اس دروازہ میں داخل ہونا چاہتے ہیں ان کے لئے موقعہ ہے کہ اپنے جوہر دکھلائیں اور خدا سے خاص انعام پاویں ، یہ مت خیال کرو کہ خدا تمہیں ضائع کر دے گا ، تم خدا کے ہاتھ کا ایک بیج ہو جوزمین میں بویا گیا ، خدا فرماتا ہے کہ یہ بیج بڑھے گا اور پھولے گا اور ہر ایک طرف سے اس کی شاخیں نکلیں گی اور ایک بڑا درخت ہو جائے گا ، پس مبارک وہ جو خدا کی بات پر ایمان رکھے اور درمیان میں آنے والے ابتلاؤں سے نہ ڈرے کیونکہ ابتلاؤں کا آنا بھی ضروری ہے تا خدا تمہاری آزمائش کرے کہ کون اپنے دعویٰ بیعت میں صادق اور کون کاذب ہے ، وہ جو کسی ابتلاء سے لغزش کھائے گا وہ کچھ بھی خدا کا نقصان نہیں کریگا ، اور بدبختی اس کو جہنم تک پہنچائیگی ، اور اگر وہ پیدا نہ ہوتا تو اس کے لئے اچھا تھا ، مگر وہ سب لوگ جو اخیر تک صبر کریں گے ، اور ان پر مصائب کے زلزلے آئیں گے اور حوادث کی آندھیاں چلیں گی اور قومیں ہنسی اور ٹھٹھا کریں گی اور دنیا ان سے سخت کراہت کے ساتھ پیش آئے گی ، وہ آخر فتح یاب ہونگے ، اور برکتوں کے دروازے ان پر کھولے جائیں گے ، خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا ، کہ میں اپنی جماعت کو اطلاع دوں کہ جو لوگ ایمان لائے ، ایسا ایمان جو اس کے ساتھ دنیا کی ملونی نہیں اور وہ ایمان نفاق یا بزدلی سے آلودہ نہیں ، اور وہ ایمان اطاعت کے کسی درجہ سے محروم نہیں ، ایسے لوگ خدا کے پسندیدہ لوگ ہیں اور خدا فرماتا ہے کہ وہی ہیں جن کا قدم صدق کا قدم ہے ۔

اے سننے والو ! سنو ! کہ خدا تم سے کیا چاہتا ہے بس یہی کہ تم اسی کے ہو جاؤ ، اس کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ کرو ، نہ آسمان میں نہ زمین میں ، ہمارا خدا وہ خدا ہے جو اب بھی زندہ ہے جیسا کہ وہ پہلے زندہ تھا اور اب بھی بولتا ہے جیسا کہ وہ پہلے بولتا تھا ، اور اب بھی وہ سنتا ہے جیسا کہ پہلے سنتا تھا . . . نادان ہے وہ جو اس کی قدرتوں سے انکار کرے ، اندھا ہے وہ جو اس کی عمیق طاقتوں سے بے خبر ہے وہ سب کچھ کرتا ہے اور کر سکتا ہے ، بغیر ان امور کے جو اس کی شان کے مخالف ہیں یا اس کے مواعید کے برخلاف ہیں ''.　　(الوصیت)

صرف ٹائیٹل نصرت آرٹ پریس ربوہ میں چھپا